جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں علیہ الرحمۃ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

شوال المکرم
سنہ ۱۴۲۳ھ

دسمبر
سنہ ۲۰۰۲ء

ماہنامہ
انوار مدینہ

جلد : ۱۰ | شوال المکرم ۱۴۲۳ھ - دسمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ : ۱۲

مدیر اعلیٰ
سید محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ
لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی	"	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	"	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ	"	۱۶ ڈالر
برطانیہ	"	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ــــــ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ــــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
پوسٹ کوڈ : 54000 موبائل : 0333.4249301
فون : 7724581 فون/فیکس : 92-42-7726702
E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرف آغاز ---------- ۳

درس حدیث ---------- حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ---------- ۵

شرعی پردہ اور خواتین ---------- حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب ---------- ۱۴

دُنیا کی حرص وطمع ---------- حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب ---------- ۲۳

لاکھوں سلام ---------- حضرت اقدس سید نفیس شاہ صاحب ---------- ۳۱

فہم حدیث ---------- حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ---------- ۳۲

پولیس مقابلوں کا شرعی جائزہ ---------- پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صاحب ---------- ۳۶

دینی مسائل ---------- ۴۸

وفیات ---------- ۵۳

تحریک احمدیت ---------- ۵۴

عالمی خبریں ---------- ۵۸

تقریظ وتنقید ---------- ۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

جمعیت علمائے اسلام کے متحدہ مجلسِ عمل کی جانب سے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب اکرم درانی نے فرانسیسی خبر رساں ایجنسی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ :

> ہم نے مشرف حکومت کی امریکہ نواز پالیسیوں خصوصاً اس کی مدد سے آپریشن کی مخالفت کی ہے اور ہم ان کی مخالفت جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی سر زمین کو دہشت گردی کی کارروائیوں کے لیے استعمال نہیں ہونے دیں گے اور نہ ہی ایسے آپریشن جن میں خصوصاً ایف بی آئی کے ایجنٹ شامل ہوں، کی اجازت دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے متحدہ مجلسِ عمل کو ووٹ دیئے ہیں وہ ایسی کارروائیوں کے خلاف ہیں۔

وزیر اعلیٰ کا یہ بیان بالکل برحق اور عوام کے جذبات کے عین مطابق ہے۔ ہر آزاد قوم کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی سرزمین اس کی منشاء کے مطابق استعمال ہو اور یہ کہ وہ خود اپنی سرزمین کی حفاظت کرے، کوئی بھی بیرونی طاقت اس کی مرضی کے خلاف وہاں قدم نہ رکھ سکے۔ وزیر اعلیٰ کے عالمی مسلمات پر اظہار وخیال کی ہر شخص نا صرف تائید کرتا ہے بلکہ وفاقی حکومت سے بھی ان مسلمات کو تسلیم کرتے ہوئے عمل پیرا ہونے کی اُمید کرتا ہے تا کہ ملک اندرونی اعتبار سے انتشار وافتراق سے محفوظ رہے اور عوام کی نمائندہ حکومت اور مرکز کے درمیان فکری تصادم کے

اندیشوں کا سدباب بھی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی قیادت کو ہمت و جرأت کے ساتھ درست فکر بھی عطاء فرمائے۔ آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

0333-4249301

E-MAIL ADDRESSES

jamiamadaniajadeed@hotmail.com

islam_fahmedeencourse@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

مولای صل وسلم دائما ابدا | درس حدیث | علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

ہمارا ایمان ہے کہ کسی نبی نے فریضۂ رسالت میں کوتاہی نہیں کی
زندگی گھل مل کر گزاری جائے یکسو ہو کر نہیں
نبی کے سوا کسی اور کا صغائر و کبائر سے بچے رہنا محال ہے

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۳۸/ سائیڈ بی ۸۴-۸-۱۰

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین امابعد!

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انصر اخاک ظالما او مظلوما یعنی تو اپنے بھائی کی مدد کر چاہے وہ ظالم ہو چاہے وہ مظلوم ہو..................اس موقع پر ایک صحابی نے عرض کیا..................... صحابہ کرام کے ذہن اتنے اچھے بنے ہوئے تھے کہ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللّٰہ انصرہ مظلوما فکیف انصرہ ظالما ۔ مظلوم ہوگا پھر تو میں مدد کردوں گا لیکن ظالم کی مدد کیسے کروں گا؟ فرمایا تمنعہ من الظلم اس کو ظلم سے روک دو فذلک نصرک ایاہ ۔ یہ ظلم سے روکنا یہ بھی مدد ہے، گویا تم اُس کی مدد کر رہے ہو۔ ارشاد فرمایا المسلم اخو المسلم مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے لایظلمہ ولا یسلمہ نہ اُس پر زیادتی کرتا ہے اور نہ اُس کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے ایسا بھی نہیں کرتا۔ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ جو آدمی اپنے بھائی کی ضرورت میں لگا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی ضرورت پوری فرماتے ہیں۔ وہ دوسروں کا کام کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنا دیتے ہیں من فرج عن مسلم کربۃً فرج اللّٰہ عنہ کربۃً من کربات یوم القیٰمۃ جو کسی مسلمان کی کوئی بے چینی دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی بے چینیوں میں سے بے چینی دُور فرمائیں گے۔

گھل مل کر زندگی گزارے :

اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو یکسو ہو کر رہنے کی تعلیم نہیں بلکہ تعلیم یہ ہے کہ وہ تمام طرف کی خبر رکھے اور کسی کے کام آئے۔ لوگوں کی پریشانیاں ہیں اُلجھنیں ہیں اُن میں بھی مدد کرے اور یہ نہیں کہ یہ مدد کرنا ایک مسلمان کی (دنیوی) زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے فقط، نہیں بلکہ اس پر آخرت میں اجر ہے اور یہ بھی نہیں کہ آپ کسی کی مدد کریں تو بعد میں اُس سے داد چاہیں یا لوگوں سے اپنی تعریف کی طلب ہو کہ لوگ میری تعریف کریں، دونوں پر نظر نہ رکھو نہ یہ توقع رکھو کہ جس کی میں نے مدد کی ہے جس کا میں نے کام کیا ہے یہ میرے کام آئے گا یہ میری تعریف کرے گا یہ میری بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دے گا یہ نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر نظر ہو، جزاء دینے والا وہی ہے۔ اسلام کسی کو یہ خیال کرنے سے روکتا ہے کہ تم دوسروں پر نظر رکھو۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم خدا پر نظر رکھو بس اور نظر اللہ پر رکھو گے تو نیکی نیکی رہے گے ورنہ جو چاہو گے وہ مل جائیگا یہاں نیک نامی چاہتے ہو نیک نامی ہو جائیگی اور خدا کے یہاں جو اجر چاہا ہی نہیں تو خدا کے یہاں اجر نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ انا اغنی الشرکاء عن الشرک جیسے کوئی آدمی اپنے ساتھ کسی شریک کو شریک دیکھنا نہیں چاہتا، چاہتا ہے کہ میں ہی مستقل ہو جاؤں، کوئی کاروبار ہے کوئی زمینداری ہے کوئی اور چیز ہے اُس میں کسی کی شرکت اگر نہ ہو سکے تو وہ چاہتا ہے کہ یہ اچھی بات ہے زیادہ بہتر ہے۔ حکومت ہو حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا، چاہتا ہے کہ میں ہی رہوں حاکم تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس سے زیادہ بے نیاز ہوں میں شرک پسند ہی نہیں کرتا، میں بے نیاز بھی ہوں یعنی یہاں تو انسانوں کو ضرورت پڑتی ہے انسانوں کی چاہے حکمران ہی ہو ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ چھوٹوں کی مدد لیتا ہے۔ شاہ ایران جب جانے لگا ہو گا تو اپنے درجے سے نیچے گرا ہو گا اُس نے چاہا ہو گا کہ میں کسی بھی طرح رہوں بلکہ چاہا ہے اُس نے، کہا ہم تمھاری باتیں پوری کئے دیتے ہیں مطالبات پورے کئے دیتے ہیں اسلامی نظام لے آتے ہیں یہاں پر مگر وہ نہیں مانے ان لوگوں نے کہا نہیں نہیں ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے تو تحریک برابر چلتی رہی پھر اس نے بٹھا دیا شاہ پور بختیار نہ جانے کس کس کو جو درمیانی آدمی تھے انھوں نے کہا یہ بھی نہیں وہ اپنے نیچے درجہ سے گرتا گیا اپنی جگہ بٹھا گیا ایسا آدمی کہ جب میں آؤں تو وہ میرے لیے جگہ چھوڑ دے اُنھوں نے کہا کہ یہ بھی جائیں اور باقی سب بھی جائیں تو معلوم ہوا کہ جو بادشاہ ایسا تھا کہ فوج اُس کی تھی طاقت اُس کی تھی خزانے اُس کے پاس تھے اسلحہ اُس کے پاس تھا (مگر لاچار شراکت پر تیار ہو گیا) حالانکہ وہ اپنے ساتھ شریک کرنے پر راضی ہرگز نہیں تھا لیکن جب اُس کے اُوپر اُفتاد آئی تو شریک کرنے پر راضی ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نہیں میں بے نیاز ہوں مجھے کبھی ایسی ضرورت نہیں پڑتی کہ میں اپنے ساتھ کسی کو شریک کرلوں اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تأخذہ سنۃ ولا نوم. حی ہے زندہ ہے، قیوم ہے قائم

رکھے ہوئے ہے ہر چیز کو اور نہ اونگھ نہ نیند تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بے نیاز ہے وہ کب پسند فرما سکتا ہے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک کرو نیت میں، کوئی عمل کرو اور دل میں یہ ہو کہ یہ آدمی خوش ہو جائے تو وہ عمل بے کار جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اُس عمل کی ضرورت نہیں ان احسنتم احسنتم لا نفسکم تم کوئی اچھائی کرتے ہو تو اپنے لیے کرتے ہو میرے لیے کچھ نہیں وان اسأ تم فلھا برائی کرتے ہو تو وہ بھی اُسی کے لیے ہے یعنی تمہارے ہی لیے ہے دونوں چیزیں تمہارے لیے ہیں، میرے لیے تو تمام عالموں کا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں۔ قرآن پاک میں چھٹے پارہ میں ہے **قل فمن یملک من اللہ شیئاان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا.** آپ یہ جو سُنتے ہیں رام ہیں .... کرشن ہیں وغیرہ وغیرہ یہ جو نام سُنتے ہیں یہ تو پتہ نہیں تاریخ سے پہلے کی چیزیں ہیں، ان کے بارے میں حکائیتیں بنی ہوئی ہیں۔ اللہ جانے وہ کون تھے ولی تھے یا نبی تھے ان کی کیا تعلیمات تھیں کچھ نہیں پتا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا بھی پتا ہے ان کی نبوت کا بھی پتا ہے۔ قرآن پاک میں بھی ان کا ذکر ہے ہمارا سب مسلمانوں کا ان کے نبی ہونے پر ایمان ہے یعنی ان کے نام سے نبی ہونے پر ایمان ہے۔

ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے :

ویسے تو ہمارا ایمان ہے کہ جتنے بھی نبی گزرے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے اللہ نے اُنہیں نبی بنایا ہمارا ایمان ہے غائبانہ اور اجمالاً کہ سب سچے تھے سب نے ضرور خدا کا پیغام پہنچایا یا تبلیغ کی ہے فریضہ تبلیغ ادا کیا ہے، کسی نے فریضہ تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی یہ ہمارا ایمان ہے۔ چاہے ہم جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں بلکہ جانتے چند ہی کو ہیں جن کی شہرت رہی ہے اور اکثر کو نہیں جانتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی خدا کا بیٹا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام لے کر فرمایا کیونکہ اُنہیں سب جانتے ہیں یہودی بھی عیسائی بھی اور عیسائی مانتے مانتے آگے بڑھ گئے ابن اللہ کہنے لگے خدا کا بیٹا ان کی پیدائش عجیب طرح ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فمن یملک من اللہ شیئا** اللہ تعالیٰ سے ذرا بھی تو کوئی آدمی یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اگر وہ ارادہ کرے **ان یھلک المسیح ابن مریم** کہ مسیح ابن مریم کو فنا کردے ہلاک کردے **واُمہ** اور ان کی والدہ کو **ومن فی الارض جمیعا** اور سب کو تو اللہ تعالیٰ کو پکڑنے والا پوچھنے والا کوئی نہیں ہے وہ سب کا مالک ہے وہ سب کا خالق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آدمی جو دوسرے آدمی کا کام کر رہا ہے اور اس کی بے چینی دور کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن اُس آدمی کی بے چینی دور ہوگی لیکن یہ وعدہ کب ہے یہ وعدہ جب ہے کہ جب وہ اپنے دل میں یہ رکھے کہ میں اس کا کام تو کر رہا ہوں منشا میرا یہ نہیں ہے کہ یہ کہلاؤں کہ میں سوشل ویلفیئر کا بڑا اچھا آدمی ہوں اور میرا نام ہو اور اخبار میں میرا فوٹو آئے چرچا آئے یہ میرا مقصد نہیں ہے مقصد یہ ہونا چاہیے کہ قیامت کے دن نظر اسکی جزا

کے لیے خدا ہی پر ہونی چاہیے اور اگر یہ نظر ہو کہ چرچا ہو تو پھر اللہ کے یہاں کی جزا کا وعدہ نہیں ہے۔

شہید سے بھی سوال ہوگا :

حتی کہ شہید بھی قیامت کے دن پیش ہوگا تو پوچھا جائیگا کیا کیا تو نے؟ تو وہ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں جان دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ غلط کہتا ہے تو اس لیے لڑا تھا تا کہ تیرا چرچا ہو کہ بہت بڑا بہادر ہے لیقال انک جوی بہت بڑی جرأت والا شجاع تھا بہادر تھا فقد قیل یہ چرچا وہاں ہوگیا اخبارات میں چھپ گیا نام چل پڑا، مثال دیتے ہیں لوگ سڑکوں کے نام رکھ دیئے گئے، تمہارے نام پر کلب کھل گئے تمہارے نام پر اسکول کھل گئے ہسپتال کھل گئے۔ اسی طرح عالم اس طرح حافظ اسی طرح قاری، شہید تو وہ ہے کہ جس نے جان ہی دے دی اُس نے کچھ رکھا ہی نہیں وہ تو دُنیا کی ایک سُوئی سے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکا، اس نے تو دنیا سے بالکل تعلق ہی توڑ لیا مگر اللہ فرمائیں گے کہ نہیں یہ تو نے میرے لیے نہیں کیا تھا۔

عیوب کی پردہ پوشی :

ارشاد فرمایا من ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیمة جو آدمی کسی مسلمان کے عیوب پر پردہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔ عیب کا پردہ رکھنا بھی ایک ثواب ہوگیا کہ ایک آدمی کو دیکھا ہے چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا آپ نے، ایک دو آدمی مل کر سمجھا دیں کہ آئندہ نہ کروایسے، ہم کسی کو نہیں بتائیں گے کوئی اور کام کرتے ہوئے دیکھا ہے گناہ کا اُس کو روک دیا اور اپنے ہی تک بات رکھی افشا نہیں کیا بدنام نہیں کیا۔

سوائے انبیاء کے عیبوں سے کوئی پاک نہیں ہے :

تو عیبوں سے خالی تو کوئی بھی نہیں ہے صرف انبیاء کرام ہیں جو صغائر کبائر سب سے بچے ہوئے ہیں ورنہ صغائر تو ہو جاتے ہیں صغائر ہی سے بچے ہوئے نہیں ہیں صحابہ کرام سے کبائر بھی ہو گئے۔

صحابہ کی زبردست توبہ :

فرق یہ ہے کہ اُنھوں نے توبہ بڑی زبردست کی ہے بعضوں نے ایسی ایسی توبہ کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بانٹ دی جائے سب پر جو مدینہ کے رہنے والے ہیں تو سب (کی مغفرت) کے لیے کافی ہے اور قرآن پاک میں آیا بھی یہی ہے کہ اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبهم اللہ کو یاد کرتے ہیں استغفار کرتے ہیں ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وهم یعلمون جب وہ جان جائیں کہ یہ کام بُرا ہے تو پھر اُس پر جمے نہیں رہتے پھر اُس سے ہٹ جاتے ہیں تو جب صحابہ کرام جو سب سے بڑا نمونہ ہمارے لیے

ہیں ہمارے بڑوں کے لیے بھی وہی ہیں بڑوں سے بڑوں کے لیے بھی وہی ہیں اولیائے کرام کے لیے بھی وہی نمونہ ہیں تو صغائر اور کبائر سب سے بچ جانا یہ تو نبی کے سوا کسی کے لیے محال ہے تو اب کیا کریں تو توبہ کرلو استغفار کرلو **لم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون** تو جو آدمی دوسرے کا گناہ چھپا رہا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی تقصیرات جو ہیں وہ چھپالیں گے یہ بدلہ اُس کو ملے گا۔ عام طور پر حالت جو ہے عام مسلمانوں کی وہ یہی ہے ہر آدمی کوئی نہ کوئی گناہ بلکہ کبائر کرتا رہتا ہے تو اگر کسی کو دیکھا ہے چوری کرتے تو چوری کو چھپالے عدالت میں نہ لے جائے قصہ آگے نہ بڑھائے جس کا مال چوری ہوا ہے اس کا مال مل گیا وہ بھی اس کا نام ظاہر نہ کرے تو کچھ بھی نہ ہوگا نہ کیس چلے گا نہ مقدمہ ہوگا نہ ہاتھ کٹے گا کچھ بھی تو نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اگر وہ آدمی ایسا ہے کہ وہ کیس لے ہی گیا عدالت میں تو پھر اس سے کہا جائے گا گواہ لاؤ، گواہ مل گئے تو پھر ٹھیک ہے سزا ملے گی، نہیں ملے تو پھر نہیں اور پھر اس میں بھی شرطیں دیکھی جائیں گی کہ وہ مال کہاں رکھا تھا کیا تھا کیا نہیں تھا کھانے پینے کی چیزیں تھیں یا نہیں تھیں، کھانے پینے کی چیزوں پر چوری نہیں ہوتی (یعنی ہاتھ نہیں کٹتا) ممکن ہے ضرورت ہوئی ہو اُس کو کھانے کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل :

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قحط کے زمانے میں چوروں کے ہاتھ نہیں کاٹتے تھے کیونکہ ضرورت مند زیادہ تھے اور چوری بھی اتنی نہیں کی ہوگی جیسے اب کرتے ہیں یہ تو باقاعدہ مسلح ہو کر ڈاکہ ڈالتے ہیں، یہ ضرورت مندی کی بات نہیں ہے یہ تو غصب کی بات ہے چھینا چاہتے ہیں دوسرے کا مال یہ تو اور چیز ہوتی ہے۔ ہاں ضرورت مند ضرورت کی مقدار میں لے گا، جیسے چور آئے باورچی خانے میں داخل ہوئے اور ہنڈیا روٹی سب صاف کر گئے تو چاہے پکڑے بھی جائیں ہاتھ نہیں کٹیں گے تعزیر ضرور ہو جائے گی کہ یہ تم نے کیا حرکت کی، تمہیں ضرورت تھی تو ویسے ہی کہہ دیتے کسی سے کان میں کہہ دیتے، یہ کیا کہ کسی کے گھر میں داخل ہو گئے اور پھر بے پردگی ہو اُس میں کچھ ہو جھگڑا بڑھ جائے یہ تم نے کیوں کیا؟ تو تعزیری کارروائی تو ضرور ہوگی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جاسکتی تو ایسی چیزوں پر اگر کوئی پردہ ڈال لے اس واسطہ کہ چلو اس سے غلطی ہوگئی ہے اس کو سمجھا دیا میں نے آئندہ یہ نہیں کرے گا تو وہ اس میں داخل ہے کہ **من ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیمۃ** قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھیں گے۔ یہ سب چیزیں اس پر موقوف ہیں کہ سب میں مقصد خدا کی ذات ہو، نظر اللہ کی ذات پر ہو آخرت پر ہو اور اگر نظر دُنیا پر ہے تو اس کا بدلہ پھر دُنیا میں مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں سب سے زیادہ غیرت والا ہوں "اغیر" ہوں اور میں "اغنی" بے نیاز ہوں مجھے کسی وقت بھی کس چیز کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ تمام چیزیں بتلائی گئیں کہ خیال رکھو مدد کرو کام آؤ کام کرو اور یہ بھی بتلایا گیا کہ نظر صرف اللہ پر رکھو بدلہ اُس

سے چاہو اگر یہ کرو گے تو یہ سارے کام جو دُنیا میں تم کرتے ہوئے نظر آرہے ہو یہ سب کے سب عبادت ہو جائیں گے۔ ان کاموں میں وقت گزارنا ایسے ہوگا جیسے عبادت میں وقت گزارا ہے جیسے کسی نے نفلیں پڑھ کر وقت گزارا، اس طرح سے گویا تمھارا وقت گزر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی سمجھ دے اور اعمال کی توفیق دے اور قبولیت سے نوازے۔

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بُک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

صدقۂ فطر

﴿ حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

معنٰی فطر :

روزہ نہ رکھنا یا روزہ رکھنے کے بعد کھولنا۔

صدقۂ فطر :

وہ صدقہ جو رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کریں۔

عیدُ الفِطر :

خوشی منانے کا وہ دن جو ختمِ رمضان پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر منائیں۔

رمضان شریف جو روحانیت کی فصلِ بہار ہے جو اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بہت بڑا انعام ہے۔ کل شام ختم ہو چکا، جس قدر توفیق ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے بھی حصہ لیا۔ ہم اللہ کے بندے ہیں بندگی کا تقاضا ہے کہ اُس کے انعام کے مکمل ہونے پر خوشی منائیں۔ اللہ کا شکر ادا کریں، اس کی بڑائی اور عظمت کا زبان سے بھی اعتراف کریں اور عمل سے بھی اُس کا اظہار کریں۔ ہم نہائیں دھوئیں، صاف ستھرا لباس پہنیں، خوشبوئیں لگائیں، اُس کی بڑائی اور عظمت کا اقرار کرتے ہوئے گھروں سے نکلیں، ایک جگہ جمع ہوں اور دوگانہ شکر ادا کریں اور اس دوگانہ میں بھی خاص طور سے اُس کی بڑائی اور کبریائی کا اعتراف کریں۔

مگر دیکھو خوشی منانے کے وقت اُن بھائیوں کو نہ بھولو جو ہم سے زیادہ غریب اور زیادہ ضرورت مند ہیں۔ ہم خوش ہیں تو پہلے اُن کو خوش کریں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے ہم اس کے بندوں پر احسان کریں۔ پس جب ہم نمازِ عید کو جانے لگیں تو جانے سے پہلے اُن کی ضرورتوں کا کچھ انتظام کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حد مقرر فرمادی ہے کہ ان غریبوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اتنی مقدار تم اپنے پاس سے دے دو، اسی کو صدقۂ فطر کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں:

صدقۂ فطر کی مقدار اور اُس کے احکام

مقدار :

(الف) گیہوں، گیہوں کے آٹے یا ستو کا آدھا صاع (جو ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے) یعنی ایک سیر گیارہ چھٹانک۔

احتیاطاً پونے دو سیر۔(ب) جَو، جَو کے آٹے، جَو کے ستو کا پورا صاع (ساڑھے تین سیر)۔(ج) پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جَو کی قیمت۔(د) جَو اور گیہوں کے علاوہ کوئی اور غلہ مثلاً چاول، باجرہ، جوار وغیرہ دیا جائے تو اتنا دیا جائے جتنا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جَو کی قیمت میں آتا ہو۔ یہ ایک شخص کا صدقۂ فطر ہے۔[1]

کس پر واجب ہوتا ہے؟ :

ہر مسلمان آزاد پر، مرد ہو یا عورت جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو، صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا، تب بھی اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب اور وجوب میں فرق :

زکوٰۃ یا صدقۂ فطر کے نصاب کی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی کا جو زکوٰۃ کا نصاب ہے وہی صدقۂ فطر کا نصاب بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے تو ضروری ہے کہ اتنی چاندی یا سونا اُس کے پاس نقد موجود ہو یا اتنی قیمت کا کوئی تجارتی مال ہو۔ صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے ان تین چیزوں کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ صدقۂ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لے لیا جاتا ہے ہاں حاجتِ اصلیہ سے زائد اور قرض سے بچا ہوا ہونا دونوں میں شرط ہے۔

پس اگر کسی کے پاس استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے رکھے ہوئے ہوں یا روز مرّہ کی ضرورت سے زائد تانبے، پیتل، چینی وغیرہ کے برتن موجود ہوں یا کوئی مکان اُس کا خالی پڑا ہے یا اور کسی قسم کا سامان اور اسباب ہے اور اُس کی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہے اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زیادہ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، صدقۂ فطر واجب ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ صدقۂ فطر کے نصاب پر سال گزرنا بھی شرط نہیں ہے بلکہ اسی روز نصاب کا مالک ہوا ہو تب بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا ہوتا ہے :

ہر شخص مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہے تو اُن کے مال میں سے ادا کرے۔

صدقۂ فطر کس وقت واجب ہوتا ہے؟ (وقتِ وجوب) :

عید کے دن صُبح صادق ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہو جاتا ہے پس جو شخص صُبح صادق سے پہلے مر گیا اس کے مال

---

[1] آج کل احتیاطاً ۲۵ روپے دے دیے جائیں

میں سے صدقۂ فطر نہیں دیا جائے گا اور جو بچہ صُبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔

صدقۂ فطر کب تک واجب رہتا ہے، ادائیگی کا بہتر وقت :

صدقۂ فطر جب تک ادا نہ کیا جائے خواہ کتنی ہی مُدّت گزر جائے واجب رہتا ہے۔ صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کردو۔

رمضان میں صدقۂ فطر :

اگر کوئی شخص عید سے پہلے رمضان شریف میں صدقۂ فطر ادا کردے تو یہ بھی جائز ہے لیکن اگر رمضان سے بھی پہلے مثلاً شعبان یا رجب میں ادا کردے تو جائز نہیں ہے۔

صدقۂ فطر کن کن کو دینا چاہیے کن کو نہیں :

(۱) جن کو زکٰوۃ دینا جائز ہے انہیں صدقۂ فطر بھی دینا جائز ہے، جنہیں زکٰوۃ دینی جائز نہیں انہیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں ہے۔

(۲) جن کے پاس صدقۂ فطر کا نصاب موجود ہو وہ نہ صدقۂ فطر لے سکتے ہیں، نہ زکٰوۃ، نہ کوئی اور فرض یا واجب صدقہ اُن کو لینا جائز ہے۔

(۳) ایک آدمی کا صدقۂ فطر تھوڑا تھوڑا کر کے کئی ضرورت مندوں کو دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ضرورت مند کو دے دیا جائے۔

شرعی پردہ اور خواتین

﴿حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب سکھروی﴾

سعودی عرب کے کسی دعوت وتبلیغ کے ادارہ نے خواتین کو شرعی پردہ کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ایک کتابچہ شائع کیا تھا۔ ذیل میں اس کا اُردو ترجمہ قدرے ترمیم واضافہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

میری مسلمان بہن!

آج تجھے ایک زبردست دھوکہ کی جنگ کا سامنا ہے، دُشمنانِ اسلام تجھے حاصل کرنے اور تجھے اپنے مضبوط قلعہ سے باہر نکالنے کے لیے اس جنگ کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں، ان میں سے ایک شخص کا قول ہے :

''ہمارے لیے خواتین کو بے حجاب کر کے حاصل کرنا ضروری ہے، جس دن خواتین نے اپنا ہاتھ ہماری طرف پھیلا دیا اس دن ہم حرام پھیلانے پر پوری طرح قابو پالیں گے اور دین کی حفاظت اور حمایت کرنے والوں کا لشکر تتر بتر ہو جائے گا''۔

ایک اور شخص کہتا ہے :

''ایک جام اور ایک حسین عورت اُمّتِ محمدیہ کو جس قدر چُور چُور کر سکتی ہے ہزار توپیں اتنی تباہی نہیں پھیلا سکتیں لہٰذا تم اس اُمّت کو مادی اور نفسانی خواہشات کی محبت میں غرق کر دو''۔

اس لیے اے میری مسلمان بہن! ہوشیار ہو جا اور یہ بے دین لوگ جو شرعی پردہ کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پھیلا رہے ہیں اور اس بارے میں مختلف انداز اختیار کر رہے ہیں ان سے دھوکہ مت کھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

یایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتب یرد و کم بعد ایمانکم کفرین. (اٰل عمران ۱۰۰)

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب میں سے کسی جماعت کا کہنا مانو گے تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔

دُشمنانِ اسلام جن مسائل میں شکوک وشبہات پھیلا کر ان کو بالکل ختم کرنا چاہتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ شرعی پردہ ہے۔ چنانچہ ایک دُشمنانِ اسلام کا قول ہے :

''مشرق کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک عورت کے چہرے سے پردہ اُٹھا کر قرآن پر نہ ڈال دیا جائے''۔

لیکن ان کی یہ تمنا کہاں پوری ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے پردہ کے سلسلہ میں ایسی صاف اور صریح آیتیں نازل فرمائی ہیں جو قیامت تک پڑھی جاتی رہیں گی اور ہر مسلمان خاتون کو پردہ شرعی اور عفت اور پاک دامنی کی دعوت دیتی رہیں گی، اس کے علاوہ صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے کہ خواتین کے لیے نامحرم مردوں کی موجودگی میں اپنے پورے بدن کو چُھپانا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

یا یھا النبی قل لا زواجک وبنتک ونساء المومنین ید نین علیھن من جلابیبھن ذٰلک ادنی ان یعرفن فلا یؤ ذین و کان اللّٰہ غفورا رحیما (الاحزاب ۵۹)

اے نبی آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی چادریں اوپر سے اُوڑھ کر تھوڑی سی منہ کے آگے لٹکا لیا کریں یعنی سر اور چہرہ چھپا لیا کریں، یہ طریقہ کار اختیار کرنے سے اور اس علامت سے ان کا ممتاز ہو جانا اور ان کا پہچانا جانا قریب تر ہو جائے گا اور وہ ستائی نہ جائیں گی اور ان کو اخلاقی تکلیف نہ پہنچائی جا سکے گی اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ گھر سے کسی ضرورت کے لیے نکلیں تو اپنے چہروں کو سروں کے اُوپر سے بڑی چادر ڈال کر اچھی طرح چھپا لیں البتہ ایک آنکھ ظاہر کر سکتی ہیں، یہ ایک آنکھ کھولنا بھی صرف اس وقت ہے جب اس کے کھولے بغیر راستہ نظر نہ آئے اور اگر بغیر کھولے ضرورت پوری ہو جائے تو اس کا کھولنا بھی درست نہیں، اور بڑی چادر سے وہ چادر مراد ہے جو دوپٹہ کے اوپر اُوڑھی جائے جو صرف چند اعضاء کو نہیں بلکہ پورے بدن کو اچھی طرح چھپا لے، آیت بالا میں جلا بیب جو جلباب کی جمع ہے اس کی یہی تفسیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے۔

ارشاد ربانی ہے :

وقل للمو منت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمر ھن علی جیوبھن ...''(النور ۳۱)

اور آپ مُسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں مگر ہاں جو حصہ اس میں سے مجبوراً کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنی گریبانوں میں ڈال لیا کریں یعنی سینوں کو ڈھانک کر اُوڑھا کریں"۔

یہ آیت خواتین کے لیے نامحرم مردوں سے پردہ واجب ہونے اور خصوصاً چہرہ کے پردہ میں داخل ہونے پر کئی اعتبار سے روشنی ڈال رہی ہے :

(۱) اس آیت میں خواتین کو اپنی شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور اس حکم میں اس چیز کی حفاظت کا حکم بھی ہے جو شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ بنے چنانچہ چہرہ ڈھانپنا بھی اس میں داخل ہے کیونکہ نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا شرمگاہ کی حفاظت کو متاثر کرتا ہے اور بدکاری تک پہنچا سکتا ہے نیز چہرہ کا پردہ ہی ایک آزاد مومن عورت کو کافرہ عورت اور لونڈی سے ممتاز کرتا ہے، پھر اس سے انسان نما بھیڑیئے تعرض نہیں کرتے۔

(۲) جب عورت کو گریبان پر دوپٹہ ڈالنے کا حکم ہے تو چہرے کے چھپانے کا بھی حکم ہوگا کیونکہ یہ اس کے لوازم میں سے ہے۔ جب گلے اور سینے کا چھپانا ضروری ٹھہرا تو چہرے کا چھپانا بطریق اولیٰ ضروری ہوگا، کیونکہ چہرہ بھی سینہ کی طرح خوبصورتی اور فتنے کی جگہ ہے، اس لیے کہ جو لوگ شکل وصورت کی خوبصورتی کے طلب گار ہوتے ہیں وہ چہرہ ہی کے ذریعہ عورت کو دیکھتے ہیں، اگر چہرہ خوبصورت ہو تو باقی اعضاء کو نہیں دیکھتے اور حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا نامحرم مردوں سے چہرہ چھپانا بھی منقول ہے چنانچہ وہ فرماتی ہیں کہ :

"ہم (نامحرم) مردوں سے اپنے چہرے ڈھانپ لیا کرتی تھیں"۔ (قال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین)

(۳) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں "الا ماظھر منھا" ارشاد فرمایا ہے جس کے معنی ہیں (جو خود ظاہر ہو جائے) اس سے مراد وہ چیز ہے جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہو جیسے چادر، برقعہ اور ظاہری حصہ لہٰذا حق تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جو حصہ خود بخود ظاہر ہو جائے وہ پردہ سے مستثنیٰ ہے۔ ارشاد خداوندی یہ نہیں ہے کہ خواتین زینت والے حصوں کو یا اپنے کسی حصہٴ بدن کو اپنے قصد و اختیار سے خود ظاہر کریں، لہٰذا اپنے اختیار سے چہرہ کھلا رکھنا اس آیت کے خلاف ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

واذا سألتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب ذٰلکم اطھر لقلوبکم و قلوبھن (الاحزاب ۵۳)

اور پیغمبر کی بیویوں سے جب تم کوئی سامان مانگنے جاؤ تو ان سے وہ سامان پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ طریقہ تمہارے دلوں کے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں :

''اس آیت میں تمام عورتیں داخل ہیں حکم کے اعتبار سے بھی کہ شریعت کے اصول کے مطابق عورت کا پورا بدن اور اس کی آواز پردہ ہے، لہٰذا ان میں سے کسی چیز کا اظہار جائز نہیں مگر یہ کہ ضرورت کے موقع پر جائز ہے مثلاً اس کے خلاف گواہی دینے کی ضرورت پڑے یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو اور علاج کی غرض سے طبیب کو دکھلانا پڑے تو اس کی گنجائش ہے''۔(۲۲۷/۱۴)

فی الجملہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چہرہ کا پردہ واجب ہے (احکام القرآن)۔ رہی یہ حدیث کہ ''بیشک جب عورت بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے لیے سوائے اس عضو اور اس عضو کے کسی اور عضو کا دکھائی دینا ٹھیک نہیں ہے اور آپ ﷺ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔'' سو یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال درست نہیں۔

میری مسلمان بہن !

اسلامی پردہ کے لیے آٹھ شرطیں ہیں جن کا جاننا اور انہیں یاد رکھنا آپ کے لیے ضروری ہے :

(۱) پہلی شرط :

بغیر کسی استثنا کے پورے بدن کو چھپائے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت مکمل پردہ ہے۔'' (راوہ الترمذی)

آج کل بعض خواتین میں بعض اعضاء کھلا رکھنے کی جو عادت ہے مثلاً چہرہ، ہتھیلیاں، کلائیاں اور دونوں پاؤں کھلا رکھتی ہیں وہ قرآن وحدیث کے واضح تصریحات کے خلاف ہے۔

(۲) دوسری شرط :

پردہ بذاتِ خود بھی سادہ اور باوقار ہو، پُر زینت نہ ہو اور جاذبِ نظر رنگوں سے مزین نہ ہو کہ نامحرم مردوں کی نظروں کو اپنی طرف دیکھنے پر آمادہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : ولا یبدین زینتھن ''اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں''۔

اسی طرح عورت کے لیے ضروری ہے کہ مردوں کی نظروں کو اپنے کپڑوں کے ذریعہ اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

(۳) تیسری شرط :

پردہ دبیز ہو اس میں سے بدن وغیرہ نہ جھلکے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

''میری اُمت کے آخر میں بعض عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنی ہوئی ہوں گی (مگر درحقیقت) وہ ننگی ہوں گی ان کے سروں پر بختی اُونٹ کے کوہانوں کی طرح بال ہوں گے، ان پر لعنت بھیجو کیونکہ وہ ملعون ہیں۔'' (رواہ الطبرانی بسند صحیح)

امام ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ :

''اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس قدر باریک کپڑا پہنتی ہیں جس سے عضو ظاہر ہو اور اسے چھپائے نہیں، چنانچہ ایسی عورتیں نام کے کپڑے پہنے ہوں گی درحقیقت وہ ننگی ہوں گی۔''

(۴) چوتھی شرط :

پردہ کشادہ اور ڈھیلہ ہو، تنگ نہ ہو کہ اس سے جسم کے کسی عضو کی ہیئت ظاہر ہو، یا جسم کے فتنہ کی جگہیں ظاہر ہو جائیں، یا اس طرح لپیٹ لیا جائے کہ پردہ کا کوئی مقام اُبھر آئے، یا اسی قسم کی کوئی اور صورت ہو۔

(۵) پانچویں شرط :

پردہ دھونی دیا ہوا یا خوشبودار نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

''جس عورت نے عطر لگایا پھر وہ لوگوں کے پاس سے گزری تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں وہ بدکار اور زناکار عورت ہے۔'' (رواہ النسائی وغیرہ)

(۶) چھٹی شرط :

مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''نبی کریم ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے۔'' (رواہ ابوداود وغیرہ)

(۷) ساتویں شرط :

کافر عورتوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

''اور جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔'' (اخرجہ احمد)

مثال کے طور پر برقعہ چھوٹا ہو یا بے پردہ ہونے کا موجب ہو۔ بہتر یہ ہے کہ چھوٹی لڑکی کو بھی بچپن سے شرم وحیا کے پیشِ نظر ڈھیلے اور کشادہ کپڑوں کا عادی بنایا جائے۔

(۸) آٹھویں شرط :

شہرت والا لباس نہ ہو۔اس سے مراد پردہ کا وہ کپڑا ہے جس سے مقصود لوگوں میں شہرت حاصل کرنا ہو، خواہ اعلیٰ ترین کپڑا ہو جس کو تفاخراً پہنا گیا ہو، یا کمتر کپڑا ہو مگر زہد وتقویٰ کے اظہار کے لیے ریاء کے طور پر پہنا گیا ہو، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :

''جس شخص نے دُنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہنائے گا، پھر اس میں آگ بھڑکائے گا۔ (ابوداؤد)

نیز خواتین کو گھر سے باہر نکلتے وقت قرآن وسنت سے ان امور کی پابندی بھی لازم ہے۔

(۱) گھر سے باہر نکلتے وقت خواتین ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو اور چلنے سے اس میں سے آواز نکلتی ہو۔

(۲) اور زمین پر پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ جس سے پازیب وغیر کی آواز پیدا ہو۔

(۳) اِترا کر چٹک مٹک کر نہ چلیں کہ جو فتنہ کا باعث ہو۔

(۴) راستوں کے بیچ میں نہ چلیں بلکہ کنارے کنارے چلیں۔

(۵) اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر نہ نکلیں اور اپنے شوہروں کی بلا اجازت کسی سے بات چیت نہ کریں۔

(۶) اگر ضرورت کے وقت کسی نامحرم مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو نرم آواز سے بات چیت نہ کریں بلکہ ذرا کرخت آواز میں بات کریں۔

(۷) گھر سے نکلتے وقت اجنبی مردوں سے نظریں نیچی رکھیں۔

(۸) مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہوں۔

(احکام القرآن از حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

میری مسلمان بہن !

تم پر پردہ تنگی کے لیے نہیں بلکہ تمہاری عزت وتکریم اور شرافت و بزرگی کے لیے فرض کیا گیا ہے۔شرعی پردہ کے استعمال میں تمہاری حفاظت بھی ہے اور معاشرے میں منکرات وفواحش پھیلنے سے بچاؤ بھی ہے۔

میری مسلمان بہن!

مردوں کے ساتھ بے حجابانہ ملنے سے بچ ! کیونکہ یہ وہ تبرج ہے یعنی بناؤ سنگھار کا اظہار ہے جس سے اللہ سبحانہٗ

تعالیٰ نے منع فرمایا ہے :

وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ (الاحزاب ۳۳)

اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور گزشتہ دورِ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

اور بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے گھر سے نکلنے سے پرہیز کرو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

عورت مکمل پردہ ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان تاکنے لگتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت سب سے قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے کمرے کے بالکل اندر ہو۔ (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہٖ)

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

''عورتیں پہلے گھر سے باہر سے نکلا کرتیں اور مردوں کے درمیان چلتی تھیں یہی ''تبرج جاہلیت'' ہے یعنی زمانہ جاہلیت کا بے محابا نکلنا ہے اور محرم مردوں کے ساتھ خلوت سے بچو اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہوتا مگر یہ کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے'' (رواہ احمد روالترمذی)

اور فرمایا :

عورتوں کے پاس داخل ہونے سے بچو، انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ''حمو'' کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ''حمو'' تو موت ہے'' (دیور جیٹھ) (متفق علیہ)

''حمو'' شوہر کے قریبی جیسے حقیقی بھائی اور چچازاد بھائی وغیرہ کو کہتے ہیں۔

نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ جائے الا یہ کہ کوئی محرم ہو۔ (متفق علیہ)

اسی طرح اجنبی مردوں کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی جائز نہیں ہے اگرچہ رشتہ دار ہوں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

اور آخر میں اے میری مسلمان بہن! اس آیت کریمہ کو اپنا نصب العین بنالو۔

وما کان لمؤمن ولامؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالامبینا (الاحزاب ۳۶)

اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو یہ لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدے تو پھر ان مومن مردوں اور عورتوں کو اپنے کام کا کوئی اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ کی اور

اس کے رسول کی نافرمانی کا ارتکاب کرے تو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوا۔

اللہ تعالیٰ تجھے ہر قسم کی نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے اور تیرے قدموں کو دُرست کردے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ (بشکریہ البلاغ)

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین علمی اور تاریخی پیش کش

جمالِ یوسف رح

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رح کا تذکرہ وسوانح

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

تحصیل اور تکمیل علم، فقر و درویشی، عبدیت وانابت، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم واتباعِ سنت، درس و تدریسِ حدیث، محدثانہ جلالت قدر، عظیم فقہی مقام، فضل وکمال، دینی وعلمی کارنامے، سیرت و اخلاق، مجاہدانہ کردار، دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف، قادیانیت کا فاتحانہ تعاقب، اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مساعی وجہاد ...... الغرض دلچسپ، جامع اور بعض رُلا دینے اور عمل صالحہ کی انگیخت کرنے والے حیرت انگیز واقعات۔

صفحات : 350 .... قیمت : 120 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرۃ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد نوشہرہ، سرحد، پاکستان

الجامعۃ المفتوحہ للمسلمات زیر پرستی جامعہ مدنیہ جدید کی جانب سے خوشخبری

جامعہ ہذا اور وفاق المدارس العربیہ کے تحت مندرجہ ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں۔

☆ تین سالہ کورس قاریات و فاضلات دراسۃ اسلامیہ ☆ چار سالہ کورس وفاق المدارس العربیہ (ملتان پاکستان)

☆ سال اول ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک) ☆ سال ثانی ثانویہ خاصہ (مساوی میٹرک)

☆ سال ثالث شہادۃ العالیہ (مساوی بی اے) ☆ سال رابع شہادۃ العالیہ (مساوی ایم اے)

☆ شہادۃ العالیہ کے بعد ایک سالہ کورس تخصص فی الفقہ والتفسیر جس میں تقابل ادیان، عربی ٹیچر ٹریننگ کورس، کمپیوٹر، امور خانہ داری، عربی انگریزی بول چال کی تعلیم دی جاتی ہے۔

☆ پرائمری پاس طالبات کو حفظ قرآن اور میٹرک تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔

☆ المسلمات کمپیوٹر سنٹر : جامعہ کی طالبات کے علاوہ سکول و کالج کی طالبات اور خواتین کو ہر طرح کے کمپیوٹر کورسز کروائے جاتے ہیں۔

(۱) شاخ اقراء المسلمات فاؤنڈیشن سکول سسٹم 235 بدر بلاک علامہ ٹاؤن مین ملتان روڈ لاہور کے زیر انتظام 3 سے 5 سال تک کے لیے لڑکے اور لڑکیوں کو حفظ قرآن اور پرائمری تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(۲) شاخ الجامعۃ المفتوحہ للمسلمات pcsir کالونی B / 22 بلاک کینال روڈ نزدٹیک سوسائٹی میں حفظ وناظرہ قرآن پاک اور قرآن وحدیث پڑھاتے جاتے ہیں۔

تمام شعبوں کے لیے ہوسٹل کی سہولت موجود ہے

اللہ کے بندے اللہ کے کام میں اپنے جان و مال، زکوٰۃ، صدقات سے بھرپور حصہ لیں۔

الجامعۃ المفتوحہ للمسلمات (رجسٹرڈ)

ابراہیم سٹریٹ، اعوان ٹاؤن (پہلا گیٹ) ملتان روڈ لاہور۔

فون : 7830727-7832326

Jamiamftoha@brain.net.pk

دُنیا کی حرص وطمع

﴿ حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری، انڈیا ﴾

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات واشگاف ہوتی ہے کہ دُنیا کی طلب اوراس کی حرص اتنی کہ انسان کو آخرت سے غافل کردے اوراس کو دُنیا کا غلام بنادے بڑی مذموم اور بُری چیز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام دُنیا سے بالکل بے تعلق ہونے کی دعوت نہیں دیتا بلکہ اس کی تعلیم تو یہ ہے کہ **انتشروا فی الارض وابتغوامن فضل اللّٰہ**۔ زمین میں پھرواور اللہ کے فضل ونعمت کو حاصل کرو۔

قرآن پاک میں جگہ جگہ انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ہے۔ یہ انفاق بلا کسب مال کے کیسے ہوسکتا ہے؟ فقراء، مساکین، یتامیٰ اور بے کسوں اور لاچاروں کی امداد واعانت بہترین عمل ہے اس کے لیے ضرورت ہے کہ انسان کے پاس پیسہ ہو۔ اس لیے جائز طریقہ پر مال حاصل کرنا ضروری ہے۔ قرآن واحادیث میں ہمیں اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اوراس سلسلہ میں خود صحابہؓ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک جماعت تھی جس کا شمار اونچے درجہ کے مالداروں میں ہوتا تھا، حضرت عثمانؓ عرب کے مشہور تاجر تھے، حضرت ابوبکرؓ کی ابتدائی زندگی میں امیرانہ جاہ وشکوہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس جو دولت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو اَسّی اَسّی ہزار درہم ملے تھے۔ (جامع بیان العلم ص ۱۲۰ ج ۲)

اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بیوی کے حصہ میں تراسی ہزار روپیہ آیا تھا۔ حضرت زبیرؓ عرب کے مالدار ترین آدمی تھے، ان کے پاس صرف غلاموں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا جب انتقال ہوا تو ان کے پاس ستر ہزار درہم تھے۔ اسی طرح تابعین میں ایک بڑا طبقہ مالداروں کا تھا۔ ائمہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ثروت ومالداری زبان زد عوام ہے۔ فقیہ مصر امام لیث زبردست تاجر تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کا لقب ہی "التاجر السفار" پڑ گیا تھا۔ حضرت امام وکیعؒ ایک لاکھ سے کاروبار کیا کرتے تھے۔

غرض صحابہ سے لے کر تابعین اور تبع تابعین تک جو خیر القرون کا زمانہ تھا اور دین کا گھر گھر چرچا تھا اور عہد نبوت سے قرب تھا۔ ہر شخص کے دل میں دین کا سودا تھا اس وقت بھی کسی نے مال و دولت کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا، اور دُنیا سے انقطاع کی دعوت نہیں دی اور بلاوجہ فقروفاقہ کی زندگی کو اختیار نہیں کیا۔ خود آنحضور اکرم ﷺ نے فقروفاقہ سے پناہ طلب کی ہے اور اُمت کو اس کی تعلیم دی ہے آپ ﷺ دُعا فرماتے تھے :

اللّٰھم انا نعوذ بک من الفقر والفاقۃ والقلۃ والذ لۃ. (جامع بیان العلم ج۲ ص۱۶)

اے اللہ میں تیرے ذریعہ محتاجی اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں اور مال کی کمی اور ذلت سے پناہ مانگتا ہوں۔

کبھی آپ دُعاء میں کہتے :

اللّٰھم انی اسئلک الھدی والتقی والعافیۃ والغناء

اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری اور غناء کا خواستگار ہوں

ایک حدیث میں فرمایا گیا :

من رزق الدنیا علی الاخلاص للّٰہ وحدہٗ وعبادتہٖ لا شریک لہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ مات واللّٰہ عنہ راض۔

جو شخص اخلاص اور اللہ کی بلا شرکتِ غیر عبادت اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی بناء پر رزق عطاء کیا گیا تو اس کا انتقال اس حال میں ہوگا کہ اللہ اس سے راضی رہے گا۔

اور ابو قلابہ فرماتے ہیں :

لا تضر کم الدنیا اذا شکر تمو ھا للّٰہ

تم نے اگر اللہ کا شکر ادا کیا تو دُنیا تم کو نقصان نہیں پہنچائیگی۔

غرض نیتِ خالص کے ساتھ، اللہ کی رضا جوئی کے لیے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے، اہل حاجت، کی اعانت و دستگیری کے لیے دُنیا کا حاصل کرنا اور مال و دولت کا جمع کرنا کبھی بھی مذموم نہیں رہا ہے اور نہ شریعت نے اس سے روکا ہے بلکہ بسا اوقات نفل عبادتوں پر طلب رزق کا مقدم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اہل وعیال کی پرورش انسان کا فریضہ ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی نفلی عبادتوں سے کہیں اہم ہے۔

بہر حال اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسلام دُنیا سے الگ ہو کر زندگی گزارنے کی دعوت نہیں دیتا ہے اور نہ کسب مال اس کے نزدیک فی نفسہ برا عمل ہے۔ بلکہ جو چیز اسلام کی نگاہ میں بُری ہے اور جس کی وجہ سے دُنیا اور اہل دُنیا کی مذمت کی جاتی ہے وہ دُنیا کا حد سے زیادہ لالچ اور حرص ہے جو انسان کو آخرت سے غافل بنا دیتی ہے اور انسان دُنیا میں پھنس کر اپنے پیدا کرنے والے کو بھلا بیٹھتا ہے۔ آخرت سے اُس کا رشتہ کمزور ہو جاتا ہے اسے دن رات صرف پیسہ کمانے اور دولت جمع کرنے کی فکر رہتی ہے خواہ یہ دولت کسی طریقہ سے بھی حاصل ہوتی رہے۔ وہ فرائض و واجبات کا بھی تارک بن جاتا ہے مال کی حرص اس کو بے چین اور پراگندہ خاطر بنائے رہتی ہے۔ دوسروں کی دولت کو دیکھ کر اس میں حسد وطمع کا

عارضہ پیدا ہوتا ہے اور ناشکری کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ وہ اپنے مال کو غلط جگہ پر لگاتا ہے اور اپنے سے کم مال والے کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے، دین و شریعت کا اس کی نگاہ میں کوئی وزن نہیں رہتا۔

غرض جب حرص و آز اس درجہ کو پہنچ جائے اور دُنیا اس درجہ مطلوب ہو جائے کہ شرعی قوانین و اخلاق کی بھی انسان پروانہ کرے اور انسان اللہ کا بندہ ہونے کے بجائے روپے پیسے کا بندہ بن جائے تو بلا شبہ ایسے شخص کے لیے کتاب وسنت میں سخت وعید ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے :

فاما من طغیٰ و اثر الحیوٰۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوٰی

جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

سورۂ یونس میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ انسان کی اگر یہی خواہش ہے کہ اسے دُنیا حاصل ہو جائے تو اسے دنیا دے دی جاتی ہے مگر ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، فرمایا گیا :

جو دُنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے ہم اس کے اعمال کا بدلہ بلا کسی کمی کے دُنیا ہی میں پورا پورا دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں سوائے آگ کے، انہوں نے جو کچھ کیا سب اکارت گیا اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ باطل ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا :

ماھذہ الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان

دنیا کی زندگی دراصل دھوکہ کی پونجی ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا :

لایغفرنکم الحیوٰۃ الدنیا ولا یغرنکم باللّٰہ الغرور

دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ شیطان تم کو اللہ کے بارے میں دھوکے میں رکھے۔

یہ دولت کے جمع کرنے والے بیشتر وہ ہوتے ہیں جنہیں نہ دین کی پرواہوتی ہے اور نہ انسانی اخلاق کی، وہ اپنے کو ہر قانون سے بری سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جو کمایا ہے یہ ان کی عقل و دانش اور سعی و عمل کا فیض ہے وہ اس دولت کو اپنے لیے رحمت سمجھتے ہیں اور ان کے تمرد، سرکشی اور ناشکری اور کفرانِ نعمت کے باوجود بھی جو اُن کے پاس دُنیا سمٹتی آرہی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خدا ان سے راضی ہے حالانکہ ان کے اس سرکشی اور کفرانِ نعمت کے بعد بھی دنیا نے جو اُن پر اپنا دروازہ کھول دیا ہے یہ خدا کا عذاب ہے، یہ فتنہ اور آزمائش ہے جس کا انہیں اپنی غفلت، بے پروائی اور آخرت فراموشی کی وجہ سے ادراک نہیں ہو پاتا۔ یہ عذاب کی وہ رسی ہے جس میں ہر آنے والے دن وہ کستے چلے جا رہے

ہیں۔قرآن میں آنحضور ﷺ کو مخاطب بنا کر فرمایا گیا :

لا تمدن عینیک الی ماامتعنا بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک خیر وا بقیٰ

آپ اس چیز کی طرف نگاہ نہ کریں جو ہم نے ان کافروں میں سے کچھ کو اس دنیا میں فائدہ اُٹھانے کے لیے دے رکھا ہے یہ محض دنیا کی رونق ہے ہم ان کو آزمانا چاہتے ہیں۔آپ کے رب کا رزق زیادہ بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۔

بہر حال یہ سمجھ لینا کہ مال ودولت کی کثرت اور آرام وراحت کی زندگی معصیت اور حقوق ناشناسی کے باوصف بھی جو حاصل ہے یہ خدا کا فضل ہے، یہ نفس کا فریب اور شیطان کا دھوکہ ہے۔آخرت کو نظر انداز کر کے اور خدا سے غافل ہو کر زندگی گزارنے والا شخص بہر حال اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔دیر یا سویر اس کو اپنی اس غفلت اور آخرت فراموشی کا مزہ چکھنا ہے بلکہ بسا اوقات اس کی یہ دولت خود اس کے لیے عذاب بن جاتی ہے اور وہ اس دُنیا ہی میں اس عذاب کا مزہ چکھ لیتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ عذاب آسمانی عذاب کی طرح کوئی عذاب ہو بلکہ یہ بھی اللہ کا زبردست عذاب ہے کہ انسان سے خیر وشر کی تمیز اُٹھ جائے، اس کی سرکشی اور اللہ سے بغاوت بڑھتی جائے، گمراہی وشقاوت کی تہ دبیز سے دبیز تر ہوتی جائے، حرص وطمع کی وجہ سے وہ لوگوں میں بدنام اور حقیر ہو، اس کی اولاد نافرمان ہو، ذہن کا سکون اور قلب کا اطمینان غائب رہے۔یہ ساری شکلیں عذاب ہی کی ہیں اور شاید ہی کوئی بندۂ دنیا ایسا ہوگا جس کے ساتھ عذاب کی ان شکلوں میں سے کوئی شکل نہ پائی جاتی ہو۔

نیز جب مال وزر کی کثرت ہوتی ہے اور انسان شرعی واخلاقی قیود سے آزاد رہتا ہے تو عموماً اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں جس سے پوری سوسائٹی گندی ہوتی ہے۔چوری، زنا، قتل وغارت گری، بغض وعداوت، حسد وطمع وغیرہ سینکڑوں بیماریاں ہر روز جنم لیتی ہیں۔

آنحضور ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ :

''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر درہم ودینار اور سونے چاندی کے دروازے کھول دیتے ہیں تو اس قوم میں قتل وخون ریزی اور رشتہ داروں سے قطع تعلق پیدا ہوجاتا ہے''۔(جامع بیان العلم ص ۱۱ ج ۲)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا :

دنیا سے بے رغبتی قلب کو آرام پہنچاتی ہے اور دُنیا کی خواہش رنج وغم کو زیادہ کرتی ہے۔

(الجامع الصغیر ص ۸ ج ۲)

ان احادیث وآیات سے معلوم ہوا کہ مال و دولت جس طرح انسان کی راحت وآرام کا باعث ہے اسی طرح جب انسان کی حرص وطمع بڑھ جائے اور دوسروں کے حقوق پامال ہونے لگیں اور انسان کی نگاہ میں دنیا اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ ہی سب کچھ ہوجائے تو یہی مال اس کے لیے لعنت اور عذاب بن جاتا ہے۔ آنحضور اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے:

جب تم دیکھو کہ اللہ کسی کو دنیا دے رہا ہے اور وہ انسان معاصی میں پڑا ہوا ہے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل دی گئی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا :

چھ چیزیں انسان کے عمل کو ضائع کردیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب میں لگنا (۲) دل میں قساوت کا ہونا (۳) دنیا کی محبت میں پڑنا (۴) حیا کا کم ہونا (۵) بڑی اُمیدیں رکھنا (۶) ظلم سے باز نہ رہنا

(جامع الصغیر ص ۱۹ ج ۲)

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی حرص وہوس انسان سے جواں مردی کے اوصاف ختم کردیتی ہے اور اس کو بزدل بنادیتی ہے، لوگوں کے دل سے اس کی ہیبت ختم ہوجاتی ہے اور ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

اذا عظمت امتی الدنیا نزعت عنها هیبة الاسلام

جب میری اُمت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اس سے اسلام کی ہیبت چھین لی جائیگی۔

آج مسلمانوں کی حالت پر غور کرو اور دیکھو کس طرح یہ حدیث اُن پر حرف بحرف صادق آرہی ہے۔ دُنیا کمانے کی فکر، مال ومتاع اور عیش وتنعم کی خواہش نے ان کو آخرت سے غافل کردیا ہے، دنیا کو اس نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے اور اس دنیا کے سامنے اسے آخرت کی زندگی کی کوئی فکر نہیں ہے، دُنیا کی چمک دمک نے اس کی نگاہ کو خیرہ کردیا ہے اور آج مسلمان اسلامی اخلاق وکردار کو پامال کرتے ہوئے ہر طرح دنیا کمارہا ہے، جائز وناجائز اور حلال وحرام کی اسے قطعاً پروا نہیں ہے۔ لیکن کیا مال و دولت کی کثرت کے باوجود بھی انہیں عزت وآبرو کا وہ مقام حاصل ہوسکا جو ایک باغیرت قوم کے لیے باعثِ افتخار ہوا کرتا ہے۔

اسلامی مملکتوں کو دیکھو ان کی زمین سے دولت کا چشمہ ابل رہا ہے عیش وتنعم کے سارے اسباب مہیا ہیں اور ان کا معیارِ زندگی بلند سے بلند تر ہوگیا ہے لیکن کیا اس زندگی سے ان کی وہ ہیبت وشان بھی باقی ہے جس سے قیصر وکسریٰ کے محلات لرزتے تھے۔ کیا آج بھی وہی مسلمان ہیں جن کے نام سے قصر باطل میں زلزلہ پیدا ہوتا تھا، آج تو دولت کی اس ریل پیل کے باوجود آبرو کی زندگی سے بھی اُمت مسلمہ محروم ہے اور اس کی عظمت گزشتہ کا ہلکا سا نشان بھی باقی نظر نہیں آتا۔

دنیا کمانے کا جذبہ جب انسان میں حد سے فزوں ہوجاتا ہے تو اس کا دل ہر وقت دنیا کے افکار سے ہی

گھر ارہتا ہے، اس سے اس کا اطمینان رخصت ہو جاتا ہے اور اگر کبھی اس کی تجارت فیل ہو گئی یا اس میں نقصان پیدا ہو گیا یا اسے اور کسی مادی خسارے سے دوچار ہونا پڑا تو راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے اور غم سے نڈھال ہو کر وہ پڑ جاتا ہے۔ یہ دن رات کا مشاہدہ ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا :

الدنیا ملعونة وملعون ما فیها الا ما کان للّٰه منها

دنیا ملعون اور دنیا کی ہر چیز ملعون ہے سوائے اس حصہ کے جو اللہ کے لیے ہو (یعنی جو کام اللہ کے لیے دنیا میں رہ کر کیا جائے وہ تو مقبول ہے اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ سب خیر سے خالی ہے)۔

دنیا انسان کے لیے امتحان ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مختلف گل بوٹوں سے سجا کر اور اس میں عیش و تنعم کا ہر طرح کا سامان پیدا کر کے اپنے بندہ کو آزمانا چاہتا ہے کہ میرا بندہ دنیا کی ان نمائشی چیزوں کو دیکھ کر اور اس میں رہ کر مجھے یاد رکھتا ہے یا دنیا کی اس چمک دمک سے خیرہ ہو کر مجھ سے غافل ہو جاتا ہے اور میرے احکام سے آنکھ بند کر کے اور میرے مقرر کردہ ضابطۂ حیات سے بے پرواہ ہو کر زندگی گزارتا ہے۔ اسی بات کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے :

ان الدنیا حلوة خضرة وان اللّٰه مستخلفکم فیها فناظر کیف تعملون

دنیا بہترین سرسبز و شاداب جگہ ہے اور اللہ اس میں تم کو پیدا کر کے دیکھنا چاہتا ہے کہ تم لوگ کیسے عمل کرتے ہو۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا :

الدنیا سجن للمؤمنین وجنة للکافرین

دنیا مؤمنین کے لیے قید خانہ ہے اور کافروں کے لیے جنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان آخرت پر ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہاں کی زندگی چند روزہ ہے یہ گھر دارِ قرار نہیں دارِ فرار ہے۔ وہ اس دنیا سے اس طرح گھبراتا ہے جس طرح قیدی قید خانہ سے، قیدی کو قید خانہ میں آرام و راحت کا کتنا بھی سامان مہیا ہو وہ چاہتا ہے کہ جلد از جلد یہاں سے نکلے۔ اسی طرح مومن کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ مطمحِ نظر دنیا کو نہیں آخرت کو بناتا ہے اور اس گھر میں منتقل ہونے کے لیے بے چین رہتا ہے۔ دنیا کی آرائش و زیبائش اسے بالکل نہیں بھاتی، بخلاف کافر کے کہ وہ دنیا ہی کو دارِ اصلی سمجھتا ہے اس کے پیشِ نظر صرف یہی زندگی رہتی ہے اس لیے وہ یہاں رہ کر اپنے لیے زیادہ سے زیادہ عیش و راحت کا سامان جمع کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ :

"جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کا سب سے بڑا مقصد دُنیا ہی ہو تو اللہ کے یہاں اس کا کوئی

مقام نہیں ہوتا، اور اس کے قلب میں چار چیزیں اللہ پیدا کردیتا ہے جو اس کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہیں۔ ''غم'' جس سے اس کو کبھی چھٹکارا نہیں رہتا ''مشغولیت'' جس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا، ''فقر'' کہ وہ کبھی غنا کو پہنچ ہی نہیں پاتا ''اُمید'' کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوتی ہے''۔

(احیاء العلوم ص ۱۷۶ ج ۲)

اہل دنیا کی زندگی کا جائزہ لو اور پھر دیکھو کہ جو چار چیزیں اس حدیث میں بیان کی گئی ہیں کیا ان کی زندگی اور زندگی کے شب وروز اس حدیث کی حقانیت وصداقت کا کھلا اعلان نہیں کررہے ہیں؟ کیا مال ودولت کی کثرت نے ان کو فکر وغم سے نجات بخش دی ہے؟ کیا ایک ایک پیسہ کے لیے اب بھی وہ تگ ودو نہیں کررہے ہیں؟ کیا ان کی تمنائیں و آرزوئیں پوری ہوگئیں سکون وراحت کا کوئی لمحہ انہیں میسر ہے؟ سچ ہے دُنیا میں پڑکر دنیا کے چکر سے نکلنا بڑا دشوار امر ہے یہاں ہر روز ایک نئی خواہش اُبھرتی ہے اور جنم لیتی ہے۔ کتنی بھی انسان کے پاس دولت ہوجائے وہ ایک پیسہ کے لیے ہزار طرح کی مشقت برداشت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا :

ليس الغنى من كثرة العرض انما الغنى غنى النفس

غنا مال کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل غنی نفس کا غنا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جن کے نزدیک دُنیا کی حقیقت مٹی سے زیادہ نہیں تھی۔ (احیا العلوم ص ۱۸۳ ج ۲)

حضرت سعید بن میسبؒ فرماتے ہیں کہ قلب میں جب دُنیا کی محبت اور گناہ کی رغبت پیدا ہوجاتی ہے تو قلب متوحش رہتا ہے اس۔ لیے کہ قلب میں خیر کا گزر نہیں ہو پاتا۔ (ایضاً)

حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابو درداءؓ کو لکھا کہ میرے بھائی دُنیا سے بچو دُنیا اتنی نہ جمع کرو کہ تم سے اس کا شکر ادا نہ ہوسکے۔ (احیاء العلوم ص ۲۰۰ ج ۲)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ یہ صدا لگاتا ہے کہ: ''تھوڑا مال جو تمہیں کافی ہو وہ اس زیادہ سے بہتر ہے جو تم کو سرکش بنادے۔'' (احیا العلوم ص ۲۰۷ ج ۲)

عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ حرص دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک نافع اور ایک ضار۔ ''نافع'' تو وہ ہے کہ انسان اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری کا حریص ہے اور ''ضار'' وہ ہے کہ انسان دُنیا کا حریص ہوجائے۔

(جامع بیان العلم ۱۶۱ ج ۱)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ دُنیا کی حرص اور اس کی محبت اس درجہ پیدا ہوجائے کہ انسان کے دل سے آخرت

کا خیال ختم ہو جائے وہ حلال وحرام کی بھی پروانہ کرے۔ دوسروں کے حقوق پامال ہوں، دنیا کی زندگی ہی اس کی نظر میں سب کچھ ہو جائے وہ بڑا قابل ملامت انسان ہے۔ اگر چند باتوں کا لحاظ رکھا جائے تو انسان بڑی حد تک دُنیا کی حرص وطمع سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اول وہ ان آیات واحادیث میں بار بار غور کرے جن میں دُنیا اور اہل دُنیا کی مذمت ہے۔

دوم وہ اپنے انجام پر غور کرے اور یہ کہ اسے دُنیا میں کتنے روز رہنا ہے اور اس دُنیا سے وہ کہاں تک فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

سوم اللہ والوں کی زندگی کا مطالعہ کرے اور اس زندگی کا اہل دُنیا کی زندگی سے موازنہ کرے تا کہ اسے معلوم ہو کہ کس کی زندگی سکون وعافیت اور آرام وچین کی زندگی ہے خاص طور پر انبیاء اور صحابہ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرے۔

چہارم اللہ کے غضب اور اس کی صفت قہر وجلال کو سامنے رکھے جس سے آخرت فراموشوں کو سامنا کرنا پڑے گا۔

پنجم صبر وقناعت، توکل اور زہد فی الدنیا کے فضائل پر غور کرے۔

ششم وہ دیکھے کہ عام طور پر اہل دُنیا میں خطرناک اخلاقی امراض پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً حسد، کینہ، ظلم، بخل وغیرہ اور پھر ان امراض کے نقصانات پر غور کرے۔

ان چند اُمور کا لحاظ کرنا انشاء اللہ دُنیا کی حرص وطمع سے نجات دلانے کے لیے کافی ہوگا۔

شرعی اُصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدّین۔ مُحمّد اعزاز

مُحمد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

لاکھوں سلام

تاجدارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام — شہریارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

سیّدُ الاوّلیں، سیّدُ الآخریں، — نامدارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

فخرِ اولادِ آدمؑ پہ اربوں دُرود — افتخارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

وُہ جب آئے، جہاں میں بہار آگئی — نوبہارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

جلوہ گاہِ محمدﷺ، وہ غارِ حرا — جلوہ زارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

جبرئیلؑ امیں، مرحبا مرحبا — رازدارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

نور پاشِ رسالت پہ دائم درود — نور بارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

وُہ جو فاران کی چوٹیوں سے اُٹھا — شہسوارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

جس پہ ختمِ نبوّت کا دارومدار — اُس مدارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

ہر نبیؑ کی رسالت ہوئی معتبر — اعتبارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

رُوکشِ حسنِ یوسفؑ ہے جس کا جمال — اُس نگارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

سدرۃُ المنتہیٰ جس کی گردِ سفر — راہوارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

بدر میں تو نزولِ ملائکؑ ہوا — کارزارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

کیا کہوں جو اُحد سے محبّت رہی — کوہسارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

جو قدومِ مبارک کی زینت رہا — اُس غبارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

کوئی دیکھے رفاقت ابوبکرؓ کی — یارِ غارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ! فاروقؓ کا دبدبہ، — ذی وقارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

بہرِ عثمانؓ رضوان کی بیعت ہوئی — جاں نثارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰؓ بابِ شہرِ علومِ نبیؐ — شاہکارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

جس کے دو پھول پیارے حسنؓ اور حسینؓ — شاخسارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

ہر صحابیؓ نبیؐ پر تصدّق رہا، — جاں سپارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

ساری اُمّت پہ ہوں ان گنت رحمتیں — پاسدارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

جس کو ترسا کیے چشم و دل اے نفیس
اُس دیارِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

ناچیز: نفیس الحسینی، لاہور

۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

باب : ۳ قسط :۲۱

فہمِ حدیث

☆

قیامت اور آخرت کی تفصیلات

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

قیامت کی قریبی علامات :

عن حذیفة بن أسید الغفاریؓ قال اطلع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکر ون قالوا نذکر الساعة قال أنھا لن تقوم حتی تروا قبلھا عشرآیات فذکرالدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی ابن مریم ویاجوج ماجوج وثلاثةخسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب وآخرذالک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم . (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر سے تشریف لائے ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے آپ نے پوچھا کیا گفتگو کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک ہرگز نہیں آسکتی جب تک کہ اس سے پہلے تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو (جو وقوع میں ترتیب کے بغیر یوں ہیں ۔(۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع (۵) عیسٰی بن مریم کا اُترنا (۶) یاجوج ماجوج کا ظہور (۷، ۸، ۹) تین خسف یعنی زمین میں دھنسنے کے واقعات، ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں (۱۰) اور سب سے آخر میں وہ آگ جو یمن سے ظاہر ہوگی اور لوگوں کو ہنکا کر محشر (یعنی وہ زمین جس کے مقابلہ میں قیامت کے دن کی محشر کی زمین ہوگی ۔اس) تک لے جائے گی۔

عن جابرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان خلیفة

یحثی المال حثیا ولا یعده عدا. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک ایسے خلیفہ وحکمران (یعنی مہدی علیہ السلام) ہوں گے جو لپ بھر بھر کر مال تقسیم کریں گے اور اس کو شمار نہ کریں گے۔

بعض علامتوں کی تفصیل :

(۱) امام مہدی علیہ السلام :

عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لاتذهب الدنیا حتیٰ یملک العرب رجل من أهل بیتی یواطی اسمه اسمی. (ترمذی و ابوداؤد) وفی روایة (یواطی اسم أبیه اسم أبی).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت (یعنی میری اولاد) میں سے ایک شخص عرب (اور ان کے تابع تمام اہل اسلام) کا حکمران نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا (مطلب یہ ہے کہ وہ بھی محمد بن عبداللہ ہوگا)۔

عن ام سلمةؓ قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول المهدی من عترتی من أولاد فاطمة. (ابوداود)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل میں (اور) فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

عن أبی سعیدالخدریؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم المهدی منی أجلی الجبهة أقنی الأنف یملا الأرض قسطا وعدلاً کما ملئت ظلما و جورا یملک سبع سنین. (ابو داؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہوں گے، چوڑی پیشانی والے اور بلند ناک والے ہوں گے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح (پورا) بھر دیں گے جس طرح وہ (پوری) ظلم وزیادتی سے بھر گئی تھی۔ (جنگوں سے فارغ ہو کر اسلام کے غلبہ کے ساتھ) وہ سات سال تک حکمرانی کریں گے۔

عن ابی سعیدؓ قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بلاءً یصیب ھذہ الأمۃ حتی لا یجد الرجل ملجأ یلجأ الیہ من الظلم فیبعث اللّٰہ رجلا من عترتی وأھل بیتی فیملأ بہ الارض قسطا وعدلاً کما ملئت ظلما وجورا یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض لا تدع السماء من قطرھا شیئاً الا صبتہ مدراراً ولا تدع الأرض من نبا تھا شیأً الا اخرجتہ حتی یتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذالک سبع سنین أوثمان سنین اوتسع سنین. (حاکم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ظلم سے بھری) ایک بڑی مصیبت وآزمائش کا ذکر کیا جو مسلمانوں پر آئے گی۔ (اس دوران ظلم بہت ہوگا) یہاں تک کہ آدمی ظلم سے بچنے کے لیے کوئی پناہ نہ پائے گا۔ تو (ان حالات میں) اللہ تعالی میری نسل اور میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو اُٹھائیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح (پورا) بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وزیادتی سے (پوری) بھر گئی تھی۔ (اس کی خدا خوفی، للّٰہیت اور اچھے اخلاق و کردار کی وجہ سے) آسمان والے (فرشتے) اور زمین والے (انسان وحیوان) اس سے راضی ہوں گے۔ آسمان اپنی بارش کے کچھ قطرے (بھی) نہ روکے گا مگر یہ کہ ان کو موسلا دھار برسائے گا اور زمین اپنی تمام پیداوار نکالے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش جو (لوگ ظلم کے زمانہ میں) مر چکے وہ (اس امن وعیش کے زمانہ میں) زندہ ہوتے۔ وہ صاحب (حکمران بننے کے بعد) سات یا آٹھ یا نو سال زندہ رہیں گے۔

عن ام سلمۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من أھل المدینۃ ھارباً الی مکۃ فیأتیہ ناس من أھل مکۃ فیخرجونہ وھو کارۃ فیبایعونہ بین الرکن والمقام ویبعث ألیہ البعث من الشام فیخسف بھم بالبیداء بین مکۃ والمدینۃ فاذا رأی الناس ذالک أتاہ أبدال الشام وعصائب أھل العراق فیبایعونہ ثم ینشأ رجل من قریش أخوالہ کلب فیبعث ألیھم بعثا فیظھرون علیھم و ذالک بعث کلب ویعمل فی الناس بسنۃ نبیھم ویلقی الأسلام بجرانہ فی الأرض فیلبث سبع سنین ثم یتو فی ویصلی علیہ المسلمون. (ابوداوٗد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا (مسلمانوں کے) ایک حکمران کی وفات پر (اصحاب رائے لوگوں میں) بڑا اختلاف واقع ہوگا (کہ اب کس کو حاکم مقرر کیا جائے ان حالات میں) مدینہ والوں میں سے ایک صاحب (اس ڈر سے کہ کہیں ان پر حکمرانی کا بار نہ ڈال دیا جائے) مکہ مکرمہ کی طرف جائیں گے (لیکن ان کی شخصیت اور ان کے جوہر چھپے نہ رہ سکیں گے اس لیے) مکہ والوں میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئیں گے اور ان کی ناگواری کے باوجود ان کو ان کے گھر سے نکالیں گے۔ اور (مسجد حرام میں لے کر جاکر) حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے (اور ان کو اپنا حکمران بنائیں گے یہ امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ آس پاس کے حکمران اِن کی حکمرانی اور امامت کو پسند نہ کریں گے) اور شام سے ان کی طرف (ان سے لڑنے کے لیے) ایک لشکر بھیجا جائے گا جس کو (امام مہدی علیہ السلام کی تائید میں) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام بیداء میں زمین میں دھنسا دیا جائے گا جب لوگ ان کی یہ تائید دیکھیں گے تو (ہر طرف سے لوگ ان کو اپنے لیے نجات دہندہ سمجھ کر ان کے پاس آئیں گے یہاں تک کہ) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء ان کے پاس آئیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک شخص کی جس کی ماں قبیلہ کلب کی ہوگی اُٹھے گا اور امام مہدی علیہ السلام کے حمایتیوں کے خلاف ایک کلبی لشکر بھیجے گا۔ امام مہدی کے لوگ اس لشکر پر غالب آئیں گے وہ نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق حکمرانی کریں گے اور اسلام زمین پر اپنی گردن ڈال دے گا (یعنی پوری زمین میں کامل اسلام کا نفاذ ہوگا) وہ (حاکم ہونے کے بعد) سات سال تک رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(جاری ہے)

پولیس مقابلوں کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ اور تجاویز

﴿ پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ﴾

اسلام نے انسان کو معزز و مکرم قرار دیا (الاسراء/ ۱۷) اور یہ اعزاز کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں حتی کہ فرشتوں کو بھی۔ اسی اعزاز کی بدولت اس کی جان، مال آبرو کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔

اسلام میں انسانی جان کی اہمیت واحترام :

یہ تحفظ اسے بھی حاصل ہے جو کسی اعلیٰ نسل یا حکمران خاندان سے تعلق رکھنے والا شخص ہو اور اُسے بھی حاصل ہے جو سماجی یا کسی بھی اعتبار سے کمزور شخص ہو۔ قرآن نے ایسے لوگوں کی گرفت کرتے ہوئے کہا جو جنس کی بنیاد پر بچیوں کا قتل کرتے تھے۔ بای ذنب قتلت (التکویر/ ۹) قیامت کے دن ایسے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کس جرم کی پاداش میں قتل کیے گئے۔

جو بھی شخص پیدا ہوا ہے زندہ رہنا اس کا حق ہے، اُسے قتل کرنا یا کسی بھی قسم کا جسمانی نقصان پہنچانا اسلام کی صریح تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا :

ولا یقتلو ن النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق (فرقان / ۶۸)

مسلمان وہ ہیں جو اللہ کی حرام کی ہوئی کسی انسانی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے۔

بلکہ بلاتخصیصِ مذہب ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا۔ ارشادِ ربانی ہے :

من قتل نفسا بغیر نفس اوفساد فی الارض فکا نما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکا نماآحیا الناس جمیعا (المائدہ / ۳۲)

جس نے کسی شخص کو قتل کیا بغیر کسی جان کے بدلہ یا زمین میں فساد پھیلایا وہ قاتل ایسا ہے جیسے اس نے سارے انسانوں کو قتل کیا ہو جس نے کسی ایک انسان کو زندگی کا تحفظ فراہم کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو تحفظ فراہم کیا۔

اور اس حکم میں مسلم، غیر مسلم، عورت، مرد کی کوئی تخصیص نہیں، قتل قتل ہے خواہ کسی کا بھی ہو۔ اسی طرح زندگی بچانا بھی عظیم کام ہے وہ زندگی کسی مسلمان کی ہو یا کافر کی، عورت کی ہو یا مرد کی اور ایک انسان کی زندگی کو تحفظ فراہم کرنا سارے انسانوں کو تحفظ فراہم کرنے کی طرح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زندگی کے آخری حج کے موقع پر خطاب کرتے

ہوئے فرمایا تھا :

ایھا الناس ...... ان دماء کم و اموالکم واعراضکم و ابشارکم و اولادکم حرام علیکم. (سیرت ابن ھشام بیروت ج ۲ ص ۶۰۳)

اے لوگو! بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال ،تمہاری عزتیں ،تمہاری جانیں اور تمہاری اولاد باہم ایک دوسرے کے لیے قابل احترام ہیں۔

کسی مسلمان کو قتل کرنا یا اس کا مال زبردستی لینا (جیسے بھتہ لینا) یا اس کی بے عزتی کرنا (یہ کام آج کل اخبارات کررہے ہیں، ہر شریف انسان کو دہشت گرد اور قاتل لکھ دیتے ہیں) یہ سب حرام ہے۔

انسانی جان کو نقصان پہنچانے والے کی سزا :

جو انسانی جان کو کلی یا جزوی نقصان پہنچائے گا اس کی دنیاوی سزا تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ وہی کچھ کیا جائے گا۔ جان کے بدلہ جان یعنی قتل کے بدلہ قاتل کو قتل کیا جائے گا ،آنکھ کے بدلہ آنکھ، دانت کے بدلہ دانت توڑا جائے گا (سورۂ بقرہ ۱۷۸ اور ۱۹۴) اور یہ بھی بتادیا کہ قاتل کو قتل کرنے میں ساری انسانیت کی حیات وتحفظ کا راز پوشیدہ ہے (سورۂ بقرہ ۱۷۹) لیکن یہ حق صرف عدالت کو دیا گیا ہے۔

اُخروی سزا :

یہ تو دنیاوی سزا ہے، علماء کے ایک طبقہ کی رائے ہے دنیاوی سزا پانے کے باوجود اُخروی سزا بھی ملے گی اور یہ کہ وہ توبہ بھی کرلے اور سزا بھی بھگت لے۔ قاتل کی اخروی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

ومن یقتل مؤمنا متعمدًا فجزاء ہ جھنم خالدًا فیھا وغضب اللہ علیہ و لعنہ و اعدلہ عذابا عظیما. (سورہ النساء ۹۳)

اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے وہ اسی میں رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہوگا اور اس کی لعنت ،اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

یعنی مسلمان کے قتل کرنے والے کی سزا دنیا میں قتل اور آخرت میں جہنم ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

ہر گناہ کے متعلق امید ہے اللہ تعالیٰ معاف کردے سوائے اس شخص کے گناہ کے جو شرک کرتے ہوئے مرا یا جس نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کیا۔ (جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۷۴)

...بی کریم ﷺ کا اپنے صحابہؓ سے خون کے تحفظ کا عہد لینا :

خون مسلم کی یہی اہمیت ہے جس کے پیش نظر آپ ﷺ نومسلم صحابہ وصحابیات سے باقاعدہ بیعت لیتے تھے کہ وہ کسی کا ناحق خون نہیں بہائیں گے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ جن باتوں پر بیعت لیتے تھے ان میں سے ایک یہ تھی **ولا تقتل النفس التی حرم اللّٰہ** (بخاری باب من احیاھا) عہد کرو ناحق کسی انسان کو قتل نہیں کرو گے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ قرآن نے خواتین کی بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: **ولا یقتلن اولاد ھن** (الممتحنۃ ۱۲) خواتین عہد کریں کہ وہ اپنے بچوں کو جنس کی بنیاد پر یا کھلانے کے خوف سے قتل نہیں کریں گی۔ اس لیے کہ بچوں کا قتل اگر چہ مرد کرتے تھے لیکن اس میں خواتین کی رضا شامل ہوتی تھی دوسرے کبھی وہ اپنے گناہ کو چھپانے کے لیے نومولود کو قتل کر دیا کرتی تھیں اس لیے بھی خواتین سے عہد لیا جاتا تھا۔

لیکن میرا خیال ہے نومسلموں سے خصوصی طور سے یہ عہد اس وجہ سے لیا جاتا تھا کہ اس معاشرہ میں جسے عہد جاہلیت کہا جاتا ہے انسانی خون اپنی قدر و قیمت کھو چکا تھا جو جسے چاہتا قتل کر دیتا تھا، بڑے آدمی کے قصاص میں غریب کو قتل کیا جاتا تھا لیکن غریب اور کمزور کے قصاص میں طاقتور کو معاف کر دیا جاتا یا معمولی جرمانہ لگا دیا جاتا تھا۔ اُردو زبان کی اصطلاح میں لوگوں کے منہ خون لگ چکا تھا جس سے عادت چھڑانا بہت مشکل کام تھا وہ لوگ سالہا سال تک معمولی باتوں پر خون کی ہولی کھیلتے رہتے تھے اس لیے جہاں ایک طرف عبرت ناک سزائیں مقرر کیں وہیں دوسری طرف ان سے عہد بھی لیا تا کہ اُنھیں اس حکم کی خصوصی نوعیت کا اندازہ ہو۔

اعانت قتل بھی قتل کی طرح ہے۔ اسلام میں جو سزا قتل کرنے کی ہے وہی سزا قتل میں مدد کرنے والے کے لیے ...ھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

> جو شخص کسی مسلمان کے قتل میں مدد کرے خواہ وہ ایک کلمہ ہی سے کیوں نہ ہو تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا ''خدا کی رحمت سے مایوس'' (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۳۵)

...و کسی دوسرے کو قتل کرنے حکم دیتا ہے اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا :

> **قسمت النار سبعین جزا فللآ مر تسعة وستون وللقاتل جزء** (جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۷۵)
>
> آگ ستر حصوں میں بانٹ دی گئی ہے ان میں سے انہتر حصے اس کے لیے ہوگی جو قتل کا حکم دیتا ہے

اور ایک حصہ اس قاتل کے لیے جو دوسرے کے کہنے سے قتل کرے۔

آپ ﷺ نے نہ صرف اعانت قتل سے منع کیا بلکہ مسلمانوں کو ترغیب دی کہ مظلوم کی مدد کریں۔ مدد کی تین صورتیں ایمان کی بلندی و پستی سے منسلک کر کے بیان کی ہیں۔ فرمایا ایمان کا پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان برائی کو ہاتھ سے روکے، دوسرا درجہ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو، اگر اس کی بھی طاقت نہ تو کم از کم دل سے برا جانے یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا :

جہاں ظلم و جور سے ایک انسان کو قتل کیا جا رہا ہو تم میں سے کوئی کھڑا منہ تکتا نہ رہے بلکہ اس کو بچائے جو وہاں کھڑا رہتا ہے اور مظلوم کو نہیں بچاتا وہ قابل لعنت ہے اس پر لعنت برستی رہتی ہے (جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۷۵)

اقوام متحدہ کے چارٹر میں انسانی جان کا تحفظ :

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق میں بھی پہلی دفعہ میں صراحتاً لکھا ہے "ہر انسان آزاد پیدا ہوتا ہے عزت اور حقوق میں سب برابر ہیں اور تیسری دفعہ میں مرقوم ہے "ہر انسان اپنی زندگی، آزادی اور شخصی سلامتی کا حق رکھتا ہے" نویں دفعہ میں صراحت ہے "کسی انسان کو ظلماً قید کرنا، بند رکھنا یا اسے جلاوطن کرنا جائز نہیں ہے" (انسانی حقوق محمد رحیم حقانی جمعیت پبلیکیشنز لاہور ص ۱۲۲۔۱۲۳)

انسانوں جانوں کو تحفظ فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے :

پاکستان کے آئین کے مطابق بھی ہر شخص کی جان مال آبرو کو تحفظ حاصل ہے۔ مفتی ظفیر الدین صاحب نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

جو شخص اس اُمت کے کسی کام پر مامور ہو اور وہ ان میں انصاف نہ کرے تو اللہ تعالی اس شخص کو جہنم میں ڈال دے گا (اسلام کا نظام امن ص ۸۲)

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لوگوں کی جان کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اسٹیٹ کے ارباب حل وعقد کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا :

ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعد لوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون (المائدہ / ۲)

کسی قوم کی دشمنی تم کو نا انصافی پر آمادہ نہ کرے تمہیں چاہیے انصاف کرو پرہیز گاری کا یہی تقاضہ ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالی کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

برصغیر میں انسانی جانوں کا عدم تحفظ :

پاکستان ، ہندوستان ، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک میں یہ روایت عام ہے کہ صاحب اختیار سرکاری آفیسرز و عہدیداران اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اپنے مخالفین کے خلاف اسٹیٹ کی طاقت کو استعمال کرتے ہیں انصاف کی جگہ ناانصافی کی شکایات عام ہیں اور یہ ظلم وستم کے کام کی ابتدا پولیس سے بعد میں عدالتوں کے ذریعہ لیے جاتے ہیں۔

عوام کے ساتھ پولیس کا سلوک :

پولیس ناحق لوگوں کو گرفتار کرتی ہے یہ گرفتاری کبھی از خود اور کبھی کسی سرکاری آفیسر کے ایماء پر عمل میں آتی ہے اس کے بعد کھاتہ پورا کرنے کے لیے انھیں مختلف کیسز میں ملوث کیا جاتا ہے۔ پولیس اپنے پالتو مخبر اور دلالوں کی گواہی بھی شامل کر کے کیس عدالت میں بھیج دیتی ہے۔ لیکن بہت سے کیس ایسے ہوتے ہیں جس میں مطلوبہ شخص گرفتار نہیں ہوتا لہٰذا پولیس اسے پہلے مفرور قرار دیتی ہے پھر جتنی بھی ایف آئی آر زیر تفتیش ہوتی ہیں انہیں مطلوبہ شخص کو نامزد کر کے بے شمار جھوٹے کیسز میں ملوث کر دیا جاتا ہے پھر عدالت میں فائل کا پیٹ بھر کے جج کے سامنے کیس پیش کر دیا جاتا ہے۔ پچھلے دور میں ایسے کیسز پر عدالت نے لوگوں کے سروں کی قیمت مقرر کرنی شروع کر دی تھی گویا ایک سرکاری ادارہ نے بے گناہ کو گناہ گار قرار دیا دوسرے ادارے (عدالت) نے پہلے ادارے کو اقدام قتل کا موقع فراہم کیا، نتیجہ یہ نکلتا کہ بے شمار نوجوانوں کو پولیس گرفتار کرتی مطلوبہ رقم نہ ملنے پر یا دشمنی نکالنے کے لیے پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیتی تھی۔ پاکستان میں اس ظلم و ستم کی تاریخ غلام مصطفٰی کھر سے شروع ہوتی ہے جس نے پنجاب میں اپنی گورنری کے زمانہ میں لوگوں کو پولیس مقابلہ میں مروانا شروع کیا پھر اسی نسخہ کو سندھ کے وڈیروں نے اپنے مخالفین پر استعمال کیا۔ اس طرح پولیس کے منہ خون لگا دیا گیا پھر پولیس کا حوصلہ اس قدر بلند ہو گیا کہ وہ وزیر اعظم جو عوام کے خلاف پولیس مقابلہ کا ہتھکنڈہ استعمال کر رہی تھی اسی کا بھائی اس کا نشانہ بن گیا یہی حربہ پورے ملک میں مذہبی افراد کے خلاف استعمال کیا گیا بہت سے نوجوانوں کو پچھلے دور حکومت میں جیلوں سے نکال کر پولیس مقابلہ میں شوٹ کر دیا گیا اور یہ سارے کام سرکاری ایماء پر ہوئے۔

پولیس کے نئے نظام میں ظلم کی دو مثالیں :

موجودہ حکومت نے اگر چہ بظاہر یہ عندیہ دیا ہے کہ وہ سابقہ غلط راستوں پر نہیں چلے گی لیکن دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے ہمدرد لیڈر اور کارندے اپنے سیاسی و مذہبی مخالفین کو پولیس مقابلوں میں مارنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک مذہبی جماعت سے وابستہ شخص لال محمد عرف لالو کے حوالہ سے روزنامہ جنگ کراچی میں ۲۰۰۲-۴-۵ کو ایک خبر شائع ہوئی جس کا عنوان تھا "پراسرار پولیس مقابلہ" ساتھ ایک خبر اور بھی شائع ہوئی جس

میں الزام لگا دیا گیا تھا کہ تین دن گرفتار رکھنے کے بعد پولیس مقابلہ میں مارا گیا گویا جو سلسلے پہلے چل رہے تھے وہ آج بھی جاری ہیں۔ اسی سال کے آغاز میں پھر فروری میں ملک بھر سے بے شمار ایک مذہبی جماعت سے وابستہ افراد کو گھروں سے گرفتار کیا گیا پھر انھیں بغیر کوئی کیس درج کیے اور انٹری کیئے دس تا بارہ دنوں تک تھانوں میں رکھا گیا، اور نگی تھانہ پر صوبہ سندھ کے محتسب نے چھاپہ مار کر پرائیویٹ کمروں سے تین افراد کو برآمد بھی کیا جن کی تھانہ میں انٹری تک نہیں تھی یہ خبر متعدد اخبارات میں شائع ہوئی مگر اس چھاپے کے دو یوم بعد ساٹھ دنوں کے لیے ایم پی او سولہ کے تحت انھیں جیل بھیج دیا گیا حالانکہ ان افراد کا کسی بھی مذہبی یا سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں تھا، متاثرین عدالتی اخراجات کے متحمل نہیں تھے لہٰذا وہ صبر کر کے بیٹھ گئے۔

پاکستان کا ناقص عدالتی نظام اور قانون :

ہماری عدالتوں نے بے شمار ایسے کیسز پچھلے ایک سال میں صرف اس بنیاد پر خارج کیے ہیں کہ وقوعہ کے دنوں میں مذکورہ شخص ملک میں بھی موجود نہیں تھا لیکن اسے کیس میں شامل کرنے پر کسی پولیس افسر کو سزا نہیں دی گئی۔ یہ نتیجہ ہے ہماری عدالتوں کے ناقص قوانین کا۔ کریمنل کیسز، قوانین اور ان کا پروسیجر برطانوی دور کا تیار شدہ ہے جو اس نے غلام قوم کو کچلنے کے لیے تیار تیا تھا، اسی کا ثمرہ ہے کہ مظلوم کو انصاف کے حصول کے لیے وقت پیسہ صرف کرنے کے ساتھ طویل اذیت سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلے مرحلہ میں سالہا سال پیشیاں بھگتنی پڑتی ہیں، دوسرے مرحلہ میں پولیس کے تیار کردہ یا مدعی کے تیار کردہ جھوٹے گواہوں کو بھگتنا پڑتا ہے لیکن پھر بھی انصاف نہیں ملتا ہے۔ اگر انصاف ملتا بھی ہے تو وہ طویل وقت گزرنے کے بعد اپنی افادیت کھو چکا ہوتا ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پولیس، بعض عدالتی ادارے اور وکیل ظلم کے تکون بنے ہوئے جس کی چکی کے پاٹ میں آنے والا ہر شخص آئندہ کے لیے قانون کا راستہ اختیار کرنے کے بارے میں سوچتا بھی نہیں ہے بلکہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور طاقت کے ذریعے مقصد برآوری کو ترجیح دیتا ہے جس سے معاشرہ میں لاقانونیت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جن اداروں کو انصاف کی فراہمی کا منبع و مرکز ہونا چاہئے وہ ناانصافی کے مراکز ہیں۔

کافر حکومت کو بقا ہے ظالم کو نہیں :

اس موقع پر مناسب سمجھتا ہوں امام ابن تیمیہؒ کا فرمان نقل کردوں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس حکومت کو باقی رکھتا ہے جو انصاف پسند ہو خواہ وہ کافروں کی کیوں نہ ہو۔ مگر وہ ظلم کرنے والی حکومت کو باقی نہیں رکھتا خواہ مسلمان کی حکومت کیوں نہ ہو (الحسبۃ فی الاسلام/۷۵)۔ اگر کسی شخص کو ابن تیمیہؒ کے فرمان میں شک ہو تو وہ پچھلی دو حکومت کے حکمرانوں کا جائزہ لے لیں۔ اسی طرح ان لیڈروں کا جنھوں نے لوگوں کو قتل کروایا سب بے گھر بے در اور بے یار و مددگار خوار ہو رہے

ہیں اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور اپنے زخم چاٹ رہے ہیں۔

سرکاری اہل کاروں کو ظلم میں آلہ کار نہیں بننا چاہیے :

قرآن نے تمام مسلمانوں کو واضح حکم دیا ہے :

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ شدید العقاب (المائدہ /۲)

آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور ظلم کے کام میں کسی کی مدد نہ کرو اور صرف اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

انصاف کی فراہمی کے ذمہ داروں کو ظالموں کا آلہ کار نہیں بننا چاہیے انہیں اس بات سے بھی نہیں ڈرنا چاہیے کہ آرڈر کی عدم تعمیل کی صورت میں انھیں عدم ترقی، مالی نقصان یا عہدہ سے تنزلی کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے، دنیاوی سزا کے مقابلہ میں اخروی سزا زیادہ سخت ہے بلکہ عین ممکن ہے استقامت کے نتیجہ میں ممکن ہے وقتی نقصان پہنچے لیکن دنیا و آخرت میں اس کا اجر ضرور ملتا ہے اور ملے گا۔

پولیس مقابلوں کی روک تھام :

دوسرے یہ کہ پولیس کے ادارہ میں کچھ کرپٹ افراد ہیں جنھیں قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے قطعاً شرم محسوس نہیں ہوتی۔ رشوت اور خونِ ناحق ان کے منہ لگ چکا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت سزائیں مقرر کی جائیں تاکہ دیگر پولیس اہل کار عبرت حاصل کریں اور پولیس میں بھرتی کے وقت ہر اہل کار سے انفرادی حلف لیا جائے کہ وہ کسی بھی شخص کو قتل نہیں کرے گا جس طرح نبی کریم ﷺ نومسلم صحابہ وصحابیات سے عہد لیا کرتے تھے۔ اور تھانہ میں ہلاکت یا پولیس مقابلہ میں ہلاکت کی صورت میں ہائی کورٹ کا فل بینچ اس کیس کے محل وقوع پر جا کر جبری گواہی لے کر کیس کی تحقیقات کر کے تیس یوم میں اپنی رپورٹ اخبارات کو جاری کرے۔ اگر پولیس اہل کار مجرم ثابت ہو تو اس کی نوکری ختم کر کے اس کے جی پی فنڈ سے اور سرکاری فنڈ سے مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے اس لیے کہ ناحق ہونے والے قتل کی ذمہ دار حکومت ہے لہٰذا اس کا ازالہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ارشادِ نبوی ہے :

الا کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیتہ فالا میر الذی علی الناس راع وھو مسؤول عن رعیتہ (بخاری باب الجمعة فی القری (ج/۱ ص/۲۱۵)

خبردار تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحتوں پر نگران ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اپنے ماتحتوں کے

بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ حکمران اپنی رعایا کا نگران و ذمہ دار ہے اس سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

قرآن نے بھی ظلماً قتل کیے جانے والے شخص کے خون کا ذمہ دار حکمران کو بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطانا. (الاسراء / ۳۳)

جو ظلماً قتل ہوا اور اس کا وارث کوئی نہ ہو تو حکمراں اس کا وارث ہوگا خواہ قصاصاً قتل کرے یا دیت ادا کرے (فتح القدیر کاسانی ۳/۲۲۳)

یہی وجہ ہے علماء کی اکثریت حضرت حسینؓ کے قتل کی ذمہ دار یزید کو ٹھہراتی ہے۔

صفائی کا موقع دیئے بغیر ملزموں کے سروں کی قیمت مقرر کرنا اقدام قتل ہے :

تیسرے یہ کہ جب تک کوئی ملزم اپنی صفائی کا موقع نہ حاصل کر لے عدالت کے لیے سروں کی قیمت مقرر کرنا یا اخبارات میں انعامات مشتہر کرنا اسلامی نقطہ نظر سے سراسر ممنوع ہے۔ صرف اطلاع دینے یا گرفتار کروانے پر انعام دیا جا سکتا ہے عموماً ایسے موقع پر جواب دیا جاتا ہے کہ جناب فلاں شخص تو پہلے ہی سے مشہور ہے یقیناً اسی نے قتل کیا ہوگا یا فلاں کی فلاں سے دشمنی تھی لہٰذا وہی قاتل ہوگا۔ بظاہر یہ قرائن خواہ کتنے ہی طاقت ور کیوں نہ ہوں جب تک ملزم سے اقبالی بیان نہ لے لیا جائے اسے صفائی کا موقع نہ دے دیا جائے اس وقت تک وہ ملزم ہی ہوتا ہے اسے مجرم کی صف میں کھڑا کرنا اسلامی نقطہ نظر سے غلط ہے۔

پہلی مثال قرآن کریم میں ایک بدری صحابی حضرت حاطب بن بلتعہؓ کا واقعہ منقول ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مکہ پر حملہ اور فتح کرنے کا پروگرام بنایا اور اس خبر کو راز رکھنے کی خصوصی تاکید فرمائی۔ حضرت حاطب بن بلتعہؓ نے یہ سوچ کر کہ اگر اہل مکہ کو میں حملہ کی اطلاع کر دوں تو وہ اس احسان کے بدلہ میرے اہل خانہ کو تحفظ فراہم کریں گے۔ انھوں نے بذریعہ خط اس کی اطلاع اہل مکہ کو بھیجی، اللہ تعالی نے بذریعہ وحی (الممتحنۃ/۱) نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا آپ ﷺ نے قاصدہ کو گرفتار کروا کر خط برآمد کر لیا۔ غور فرمایئے اس خط کی نوعیت غداری، جاسوسی اور جنگی جرائم کی تھی خط جو ان کے نام اور ہاتھ سے بھیجا گیا تھا تحریری ثبوت کی شکل میں مل گیا، قاصدہ نے بھی گواہی دے دی کہ حضرت حاطبؓ نے خط دیا ہے۔ اتنے واضح ثبوت اور سنگین جرم کے بعد حضرت عمرؓ نے قتل کرنے کی اجازت مانگی لیکن آپ ﷺ نے منع کر دیا اور انھیں کھلی عدالت میں اپنی صفائی کا پورا پورا موقع فراہم کیا پھر ان کے بیان سے مطمئن ہو کر معاف کر دیا۔

دوسری مثال اسی طرح عبدالرحمٰن کے دور حکومت میں مسلمانوں کی رواداری کی بدولت اندلس کے عیسائی نہ

صرف اسلام قبول کر رہے تھے بلکہ اپنے کلچر کو چھوڑ کر مسلم کلچر اور زبان کو اختیار کر کے مسلم رنگ میں رنگتے جا رہے تھے جس کو دیکھ کر چند عیسائی پادریوں نے مشتعل ہو کر اہانت رسول کا ارتکاب کیا۔ انھیں گستاخی رسول کے بدلہ سزائے موت دی گئی تو انھوں نے اسے ایک تحریک کی شکل دے کر" شہیدی تحریک" کا آغاز کیا تاکہ مسلمانوں سے نفرت کی بنیاد فراہم ہو۔ پھر کچھ دن بعد مسیح کے لیے شہادت حاصل کرنے کا متمنی کسی مسلم عدالت میں پہنچا، قاضی کے سامنے کھڑا ہو کر ہمارے پیغمبر کو گالیاں دیتا، اسلام کو برا کہتا تھا تاکہ جواباً قتل ہو کر شہید بن جائے لیکن کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں جہاں ملزم کو صفائی کا موقع دیئے بغیر سزائے موت دی گئی ہو جب بھی کسی قاضی کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تو مذکورہ شخص کو گرفتار کر لیا گیا دوبارہ باقاعدہ مقدمہ کی سماعت اور ملزم کے اقبالی بیان اور گواہیوں کی سماعت کے بعد اسے سزائے موت دی گئی۔ بغیر عدالتی ٹرائل کے کسی کو قتل کرنے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں رہا حالانکہ ایک مسلمان کے لیے اہانت رسول سے بڑھ کر کون سا جرم ہو سکتا ہے؟

تیسری مثال اسی طرح ایسا قاتل جس نے دن دھاڑے قتل کیا ہو، قاتل و مقتول دونوں معلوم ہوں پھر بھی اس کے ورثاء کے لیے جائز نہیں کہ وہ قاتل کو از خود قتل کر دیں بلکہ انہیں عدالت کے ذریعہ یہ اختیار حاصل کرنا پڑے گا۔ علماء نے لکھا ہے اگر کسی وارث شخص نے از خود قاتل کو قتل کر دیا تو تعزیراً اسے سزا دی جائے گی اس لیے کہ اگر قتل کا حق عدالت میں جرم ثابت ہوئے بغیر دے دیا جائے تو ملک میں لاقانونیت پھیل جائے گی اور یہ بڑے فساد کا ذریعہ بنے گی۔

انصاف نہ ملنے کے نتائج :

اس موقع پر میں حکمرانوں اور سرکاری کارندوں سے کہنا چاہوں گا کہ وہ مظلوم کی دادرسی کے راستے بند کر کے ان کو دیوار سے نہ لگائیں۔ وہ جن اتھارٹیز سے انصاف کے معاملہ میں مایوس ہو گا ان کو بھی ظلم کا ستون اور ظلم میں شامل سمجھے گا۔ اپنے دشمنوں میں اس شخص یا ادارہ کو بھی شامل کر لے گا اور ان کے خلاف بھی لڑے گا حکومت ایسے افراد کو ملک کا باغی قرار دے گی قاتل قرار دے گی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مظلوم ہے ملک کے دشمن اور باغی وہ افراد اور ادارے ہیں جنھوں نے ایسے لوگوں کو انصاف فراہم نہیں کیا۔ آپ کو یاد ہو گا کچھ عرصہ قبل ہمارے ملک میں وکلاء کے قتل کا سلسلہ چلا تھا ایسا کیوں ہوا؟ اگر غور کریں تو بات خود سمجھ میں آ جاتی ہے کہ یہ وکلاء اپنے موکلین کا استحصال کرتے ہیں فیس لیتے ہیں کیس کی پیروی نہیں کرتے، پیسے نہ ملیں تو اپنے مؤکل کو خود پھنسوا دیتے ہیں بعض وکلاء مخالف سے پیسے وصول کر کے بک جاتے ہیں اپنے مؤکل کو ہر غلط راستہ اور بیان سکھاتے ہیں۔ یہ کام خاص گروہ وکلاء کرتے ہیں جو کریمنل کیسز چلاتے ہیں۔

ایک شخص کو جب عدالت کے ذریعہ بھی انصاف نہیں ملتا تو وہ وکیل اور عدالت دونوں کو اپنا دشمن سمجھ کر نشانہ بناتا ہے۔ آج کل ڈاکٹروں کے قتل کا سلسلہ جاری ہے کسی نے اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ لوگوں نے مسیحا کو کیوں قتل کرنا شروع کر

دیا ہے یہاں بھی دیگر عوامل کے ساتھ ایک سبب یہ ہے کہ آج ڈاکٹر اور قصائی میں کوئی فرق باقی نہیں رہا ہے ان ڈاکٹروں سے جھوٹی میڈیکل بنوا کر جس کے خلاف چاہیں کیس درج کرواسکتے ہیں۔ مریض ہسپتالوں میں تڑپتے رہتے ہیں یہ ڈیوٹیوں پر ہی نہیں ہوتے، اگر ہوتے ہیں تو بھی فوری توجہ کے بجائے گھنٹوں بعد مریض کو ٹریٹ مینٹ دیتے ہیں خواہ اس دوران مریض ہلاک ہوجائے۔ بعض ڈاکٹر مخالف مذہب کے زخمیوں کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں تاکہ وہ ہلاک ہوجائے یا اس کی میڈیکل رپورٹ اس طرح بناتے ہیں تاکہ کوئی کیس نہ بن سکے۔ جرائم پیشہ لوگ جرم کرتے ہیں پھر انہی ڈاکٹروں سے جھوٹے سرٹیفکیٹ بنوا کر عدالت میں پیش کردیتے ہیں کہ وہ اس وقت ہسپتال میں داخل تھے اور عدالت سے باعزت بری ہوجاتے ہیں یہ سب ظلم میں داخل ہے۔

ظلم کی تعریف اور انجام :

ظلم کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ظلم کہتے ہیں ناحق غیر کے حق میں تصرف کرنا یا کسی کے حق سے زیادتی کرنا (موسوعۃ نظرۃ النعیم ج ۱۰ ص ۴۸۷۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اتقوا دعوة المظلوم مظلوم کی بددعاء سے بچو (مستدرک للحاکم ج ۱ ص ۲۹)

دوسری جگہ فرمایا :

اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامة (مسلم حدیث نمبر ۲۵۷۸ فتح الباری ج ۵ ص ۲۴۴۷)

اے لوگو ظلم کرنے سے باز رہو بیشک ظلم قیامت کے دن اندھیرے کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے ظلم کے ذریعہ ظلم اور فساد کو کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔

ہر ظلم کے بعد اندھیرا ہے ہر شام کے بعد سویرا ہے

جس طرح اندھیرے سے چلنے والا منزل کو نہیں پاسکتا ہے اسی طرح ظلم کے ذریعہ امن محبت اور قانون کی بالا دستی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

لاقانونیت کا حل سیرت طیبہ میں ہے :

اگر ہمارے حکمراں اور سرکاری کارندے فی الحقیقت ملک سے لسانیت، فرقہ واریت، دہشت گری اور لاء اینڈ آڈر کے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ظلم کے سوتوں کو بند کرنا ہوگا۔ ہر ادارہ اور فرد سے انصاف کا اجراء کرنا ہوگا پولیس مقابلوں کے بجائے اپنی جانب سے رواداری عفوودرگزر کا دروازہ کھولنا ہوگا۔ حکمرانوں کو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کو پیش

نظر رکھنا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے دشمن کے سامنے جھک کر صلح کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن کے دل میں اسلام کی گنجائش پیدا ہوگئی، نفرتیں محبتوں میں بدلنے لگیں بالآخر وہ وقت آگیا جب مکہ فتح ہوگیا جیسا کہ قرآن نے صلح کے وقت پیش گوئی کی تھی۔ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو قتل کرنے والے ان کو اذیتیں دینے والے گھروں سے بے گھر کرنے والے تمام افراد گرفتار ہوگئے مگر آپ ﷺ نے صاف اعلان فرمایا :

الیوم یوم المرحمة لا تثریب علیکم الیوم

آج رحمت اور درگزر کا دن ہے آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی تم سب آزاد ہو۔

اسلام کے اعلانِ عفو کی بدولت قاتل مسلمانوں کے پاسبان بن گئے، مسلمانوں کو بے گھر کرنے والے خود بے گھر ہونے کے لیے تیار ہوگئے، مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے اسلام کی خاطر اپنی گردن کٹانے والے بن گئے۔ یہ انقلاب اسلامی رواداری کا ثمرہ تھا۔

مذہبی وسیاسی آزادی فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے :

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا چارٹر ہر شخص کو یہ آزادی فراہم کرتا ہے کہ وہ جس سوسائٹی، تنظیم، پارٹی میں شامل ہونا چاہے شامل ہوسکتا ہے۔ دفعہ ۲۰ کی دو شقیں یہ ہیں :

(۱) ہر انسان کو کسی پُر امن سوسائٹی یا جماعت میں شریک ہونے حق حاصل ہے۔

(۲) کسی انسان کو کسی جماعت میں شامل ہونے کے لیے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(انسانی حقوق محمد رحیم حقانی ص ۱۲۴)

پاکستان کا آئین بھی یہ تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے وہ ان راستوں پر نہ خود چلے نہ اپنے کارندوں کو چلنے دے جن پر چل کر پچھلی حکومتیں نشانِ عبرت بن چکی ہیں۔ کسی بھی جماعت یا پارٹی پر پابندی لگانا مسئلہ کا حل نہیں ایسے لوگ کوئی دوسرا نام رکھ کر کام کا آغاز کرلیں گے، حکومت کتنے ناموں پر پابندی عائد کرے گی؟

دوسرے یہ کہ پولیس مقابلہ کے ذریعہ یا ظلم وتشدد کے ذریعہ کسی پارٹی کو توڑنا یہ غیر اخلاقی وغیر قانونی طریقہ ہے۔ ایسا کرنے سے ردعمل پیدا ہوگا لوگوں کے دلوں میں فطری بات ہے ایسے افراد سے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا جس سے زیرِ زمین مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔

ملزموں کو حصول انصاف کے مواقع اور عام معافی ملنی چاہیے :

مناسب صورت یہ ہے کہ حکومت ایسے تمام افراد کو جن کا تعلق کسی بھی مذہبی یا سیاسی جماعت سے ہے انھیں موقع

فراہم کرے کہ وہ ہتھیار پھینک دیں ۔انھیں سرکاری وکیل فراہم کرے تا کہ وہ انصاف کے حصول کے لیے عدالت کے سامنے پیش ہوسکیں یا پھر عام معافی کا اعلان کر کے موقع دے کہ وہ اگر پرامن زندگی گزارنے کی ضمانت دیں اور آئندہ دو سال تک کسی غلط کام میں ملوث نہ ہوں تو ان پر عائد کیسز ختم کر دیے جائیں تو اُمید کی جاسکتی ہے بہت سے نوجوان جو پولیس، عدالت یا حکومت سے متنفر ہو کر جرائم کے راستوں پر چل پڑے ہیں وہ واپس اپنے گھروں کو لوٹ کر پرامن زندگی گزارنے لگیں۔ جو نوجوان اپنے گھر، معاشرہ اور ماحول سے کٹ جاتا ہے وہ ان کے دباؤ سے نکل جاتا ہے پھر اپنی ضروریات وتحفظ کے لیے دوسروں کا آلہ کار بن جاتا ہے لہٰذا ایسے نوجوان اگر اپنے گھروں میں واپس آجائیں تو یقین سے کہا جاسکتا ہے معاشرتی دباؤ کے بعد وہ دوبارہ سابقہ راستوں پر چلنے سے باز رہیں گے۔

اس موقع پر یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے جس ملزم کو پولیس مقابلہ میں ہلاک کیا جاتا ہے وہ ملزم سے ہیرو بن جاتا ہے، اس کے بھائی رشتہ دار دوست احباب متعلقہ فرد یا ادارہ سے انتقام لینے کے لیے اسی راستہ پر چلنے لگتے ہیں۔ بظاہر ہم سمجھتے ہیں ایک دہشت گرد قتل ہو گیا تو گویا ایک کم ہو گیا حالانکہ اس ایک سے دس پیدا ہو جاتے ہیں اور یونہی انتقام در انتقام کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ پچھلے ادوار میں طویل ترین آپریشن انہی غلط سوچ اور طاقت کے غلط استعمال کا ثمرہ تھا لہٰذا حکومت کے ارباب حل وعقد کو بہت غور وخوض کے بعد لائحہ عمل طے کرنا چاہیے۔ ایسا لائحہ عمل جس میں عفو، رواداری، ملکی استحکام، قانونی بالادستی اور اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھا گیا ہو۔

گلشن میں چاک چند گریباں ہوئے تو ہیں　　پیدا کہیں بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں
ٹھہری ہوئی ہے شب کی سیاہی وہیں مگر　　کچھ کچھ سحر کے رنگ پرافشاں ہوئے تو ہیں

☆

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تا کہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

باب :۸ قسط : ۱۶

دینی مسائل

☆

نجاستوں کا بیان

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل :

مسئلہ : غلہ گاہنے کے وقت اگر بیل غلہ میں پیشاب کر دیں تو مجبوری کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا۔ اس لیے کہ یہاں مجبوری نہیں۔

مسئلہ : کافر کھانے کی جو شے بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ ان کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ : کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے ان کو کھانا درست نہیں۔

مسئلہ : مشک اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ بھی (ہرن کے اندر جس جگہ سے مشک نکلتا ہے اسے نافہ کہتے ہیں)۔

مسئلہ : سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ : گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ : مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔

مسئلہ : دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔

مسئلہ : کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ : کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں۔ سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس

نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سُوکھا ہو یا گیلا۔ البتہ اگر کتے کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔

مسئلہ : سانپ کی کینچلی پاک ہے لیکن اس کی کھال جو اس کے جسم کے ساتھ لگی ہوتی ہے وہ نجس ہوتی ہے۔

مسئلہ : نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے اور اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ : نجاستوں سے جو بخارات اُٹھیں وہ پاک ہیں۔

مسئلہ : پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں جب کہ ان میں جان پڑگئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں اور سرکہ کے کیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔

ناپاک چیز کا بطور دوا استعمال :

مسئلہ : جو چیز نجس العین ہے یعنی خود ناپاک ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، شراب، مردار (یعنی اس کا گوشت اور چربی وغیرہ) اور خنزیر کا گوشت اور ذبح کیے ہوئے حرام جانور کا گوشت اور چربی وغیرہ تو ایسی چیز کا نہ تو خارجی استعمال درست ہے کہ جسم پر کہیں اس کا لیپ کرے یا ملے اور نہ ہی داخلی استعمال درست ہے کہ اس کو کھائے پیئے۔

اور جو چیز دوسری چیز کے ملانے سے نجس ہوئی ہے اس کا داخلی استعمال درست نہیں البتہ خارجی استعمال درست ہے جیسے ناپاک پانی یا وہ سرمہ جس میں پتہ کا پانی (Bile) ملایا گیا ہو جبکہ سرمہ میں دیگر چیزوں کے مقابلے میں یہ پانی کم ہو۔ اس استعمال کی صورت میں ہر نماز کے وقت دھونا اور باقاعدہ پاک کرنا ضروری ہے۔

تنبیہہ : ایسی ناپاک چیز کے خارجی استعمال سے بھی پرہیز کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ بعض اوقات شدت مرض میں خیال نہیں رہتا اور کپڑوں میں بھی یہ نجس دوا لگ جاتی ہے یا بغیر دھوئے ہاتھ کسی برتن میں پڑ جاتا ہے اور وہ برتن اور پانی ناپاک نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوائے شیر کی چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہے۔

استنجا کا بیان :

مسئلہ : جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اور نکلنے کی جگہ سے پھیلی نہ ہو تو اس کی وجہ سے استنجا کرنا سنت موکدہ ہے۔

مسئلہ : اگر نجاست بالکل ادرادھر نہ لگے اور اس لیے پانی سے استنجاء نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا صاف کر ڈالے کہ نجاست بالکل جاتی رہے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے

۔البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔

مسئلہ : ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں بس اتنا خیال رکھے کہ ادھر ادھر نہ پھیلنے پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔

تنبیہ : حق اور مختار بات یہی ہے کہ استنجے کے لیے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود صفائی فقہاء کا کیفیات بتلانا تو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات ہیں بلکہ انہوں نے اپنے ذہن میں جس کی کیفیت کو صفائی میں مددگار سمجھا اس کو بتلا دیا۔ البتہ استنجا میں تین ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ : ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت میں پانی سے دھونا واجب ہے۔ دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی اا اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو صرف ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ : پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو تو وہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھو لے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

مسئلہ : ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لیک وغیرہ اور کوئلہ، کنکر، شیشہ اور پکی اینٹ، کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی کرے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ یعنی استنجا ہو جائے گا۔

مسئلہ : کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ : چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھا کر پیشاب پاخانہ کرانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ : استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ : جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بِسْمِ اللّٰہِ کہے اور یہ دعا پڑھے **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** اور ننگے سر نہ جائے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ، رسول کا نام ہو تو اس کو اُتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لے اور اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ وہاں بولے نہ بات کرے پھر جب نکلے تو پہلے داہنا پیر نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا

پڑھے غُفْرَ انکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور استنجا کے بعد بائیں ہاتھ کو صابن سے مل کر دھولے اور اگر صابن نہ ہو تو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

پیشاب، پاخانہ کے وقت جن اُمور سے بچنا چاہیے :

کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں اور اُن کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا کرنا درست نہیں :

ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک دفعہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا، وغیرہ اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کریں جیسے سرکہ وغیرہ وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا (یعنی وہ کپڑا جس کو اگر استنجا کے بعد دھویا جائے تو اس کی قیمت میں کمی آجائے) عرق وغیرہ، آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ، مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ لکھا ہو یا سادہ زمزم کا پانی، روئی اور تمام ایسی چیزیں جن کے انسان یا ان کے جانور نفع اُٹھائیں۔ ان تمام چیزوں سے استنجا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا کرنا درست ہے :

پانی، مٹی کا ڈھیلا، پتھر، بے قیمت کپڑا، ٹشو پیپر اور وہ تمام چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کریں بشرطیکہ مال اور قدر و قیمت والی نہ ہوں۔

(جاری ہے)

توجہ فرمائیں...... فہم دین کورس

آپ کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو دین کے صحیح علم و فہم سے آپ بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر **جامعہ مدنیہ لاہور کے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب** نے اردو زبان میں جامع دینی نصاب تیار کیا ہے جو اسلام کے عقائد، اصول اور جدید سے جدید مسائل اور تفسیر و حدیث پر مشتمل ہے۔ فرقہ واریت سے پاک اس نصاب کو سنجیدہ اور علمی انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والوں اور دین کے دردمندوں کے لئے یہ نصاب الحمد للہ بہت ہی مفید ہے جو بہت ہی مختصر وقت میں پڑھا جاسکتا ہے۔ یہ معیاری نصاب فہم دین کورس کے نام سے دو درجوں پر مشتمل ہے:

درجہ عام (O` Level)

یہ تین مندرجہ ذیل کتابوں پر مشتمل ہے جو بازار میں دستیاب ہیں:

1- اسلامی عقائد
2- اصول دین
3- مسائل بہشتی زیور

(جدید ترتیب اور جدید مسائل کے ساتھ 2 جلدوں میں مکمل)

صرف ایک گھنٹہ روز پڑھائی ہو تو درجہ عام کی کتابوں کی تعلیم چھ سات ماہ میں مکمل کی جاسکتی ہے۔ اس درجہ تک کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

درجہ اعلیٰ (A` Level)

یہ مندرجہ ذیل دو کتابوں پر مشتمل ہے۔

1- تفسیر فہم قرآن

آیات کے درمیان ربط، لفظی ترجمہ، رواں مختصر تفسیر اور ضروری فوائد پر مشتمل یہ تفسیر بہت ہی آسان زبان میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے۔ اس کی پہلی جلد جو سوا پانچ پاروں پر مشتمل ہے چھپ کر بازار میں دستیاب ہے۔ باقی حصے زیر ترتیب و طبع ہیں۔

2- فہم حدیث:

تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ جو اگرچہ آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں آپ بہت سے حقائق کی وضاحت اور بہت سے اشکالات کا جواب بھی پائیں گے۔

اس کا پہلا حصہ زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی دستیاب ہوگا۔

بہتر ہوگا کہ ان کتابوں کو کسی اچھے عالم دین سے پڑھا جائے۔ کلاس کی صورت ہو تو زیادہ مفید ہوگا۔ طالب علموں کے پاس اپنی کتابیں ہوں تاکہ صحیح تعلیم کی صورت ہو اور پڑھے ہوئے سبق کو بآسانی دوبارہ دیکھا جاسکے۔

پڑھنے پڑھانے والے حضرات اردو زبان میں اس کورس کے ہونے کو نعمت سمجھیں۔

مردانہ وزنانہ دینی و دنیوی تعلیمی ادارے بھی اس کورس کو ضرور دیکھیں اور اس کی افادیت سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

نوٹ: مصنف کی کسی بھی کتاب سے اس کا کسی قسم کا مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

ادارہ تعلیمات دینیہ جامعہ مدنیہ جدید۔ محمد آباد۔ رائے ونڈ روڈ۔ لاہور

وفیات

موت العالِم موت العالَم

دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ گزشتہ ماہ کی ۱۹ر تاریخ کو طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا علمی بلندی کے ساتھ ساتھ زہدو تقویٰ میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ متبع سنت بزرگ تھے، آپ کا فیض عام وخاص کے لیے عام تھا۔ آپ کی وفات اہل علاقہ بالخصوص دارالعلوم کبیر والا کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ اپنے فضل سے اس خلا کو پورا فرمائیں اور حضرت مولانا کی دینی خدمات کو قبول فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات عطا فرمائے۔ اہل ادارہ دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہم اور حضرتؒ کے صاحبزادگان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے۔

☆

تاخیر سے آمدہ اطلاعات کے مطابق حضرت مولانا میاں سراج احمد صاحب امروٹی مدظلہم کی دادی صاحبہ جو حضرت اقدس میاں نظام الدین صاحب قدس سرہ العزیز کی اہلیہ محترمہ تھیں، ۱۱ر اکتوبر کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ پرانے وقتوں کی نہایت پارسا خاتون تھیں، ان کا وجود کنبہ کے لیے خیر و برکت کا باعث تھا۔ اہل خاندان کے لیے یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ اہل ادارہ اس موقع پر ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مولانا اور دیگر سب اہلِ خاندان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

☆

جناب مولانا بدرالدین صاحب جو کہ ''العین'' متحدہ عرب امارات کے تبلیغی مرکز میں مدرس ہیں، کے جواں سال فرزند محمد نعمان صاحب سر کے درد کی پر اسرار تکلیف کے باعث وسط ستمبر میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم درجہ رابعہ کے دینی طالب علم تھے، جوانی کی یہ موت خاندان بالخصوص والدین کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ فردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اہلِ خاندان کو اس صدمہ پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ اس حادثہ پر ادارہ سب کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

باب اول قسط : ۱۷

تحریکِ احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب Ahmedia Movement British-Jewish Connection ----- کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

محمد احمد المہدی سوڈانی کو برطانوی فوجیں کبھی بھی نیچا نہ دکھا سکیں۔ دس سال کے عرصے کے بعد کچنر نے ۱۸۹۶ء میں سوڈان کو سامراجی دائرہ اختیار میں زبردستی لانے کے لیے فوجی مہمات شروع کیں۔ ایک سال کے بعد مہدی کے خلیفہ کو بڑی خونریزی کے بعد شکست ہوئی اور وہ ایک سال بعد مارے گئے۔ کچنر نے مہدی کا مقبرہ تباہ کردیا۔ ان کی ہڈیاں دریائے نیل میں پھینک دی گئیں اور یہ تجویز ہوا کہ ان کی کھوپڑی رائل کالج آف سرجنز کو بھجوائی جائے جہاں اس کی نپولین کی آنتوں کے ساتھ نمائش کی جاسکے۔ بعد ازاں وادی حلفہ میں یہ کھوپڑی رات کے وقت خفیہ طور پر دفن کردی گئی۔

مہدی کی سوڈان میں جنگ آزادی نے عرب اور شام میں سنگین خطرے بھڑکا دیئے۔ مسلمانانِ ہند نے بھی برطانوی فوجوں کی ذلت آمیز شکستوں پر اطمینان کا سانس لیا۔ انہوں نے مہدی سوڈانی کو عزت واحترام دیا۔ انہیں خطوط بھیجے اور قوموں کے نجات دہندہ کا درجہ دیا۔ ہندوستان میں اُنہیں یقین پورا پایا جاتا تھا کہ مہدی سوڈانی افریقہ کو فتح کرنے کے بعد انڈیا بھی فتح کریں گے اور غیر ملکی شکنجوں سے مسلمانوں کو آزاد کرائیں گے۔ [1]

---

[1] اے ایگمن ہیک۔ دی جنرز۔ میجر جنرل سی۔ جی گولڈن۔ سی۔ بی الخرطوم۔ کیگن پال ٹرونچ اینڈ کمپنی لندن ۱۸۸۵ء۔ صفحہ نمبر ۴۴

کے کلکٹر ٹی۔ٹی ڈکسن نے انہیں انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔مرزا صاحب اسے ایک خدائی نشانی قرار دیتے ہیں۔؎ برطانوی پروپیگنڈا مہم میں خرچ کے لیے وہ ہزاروں روپوں کا کہاں سے انتظام کرسکا؟ جواب بالکل صاف ہے۔سیاست کے اس فریب کارانہ کھیل کی مدد کے لیے برطانوی خفیہ تنظیموں کی تفویض پر خفیہ مذہبی رقوم رکھی گئی تھیں۔ہندوستان اور اس کے باہر برطانیہ کی حمایت میں پروپیگنڈا مہم کی تدوین اور اسے جاری رکھنے کے لیے فری میسن اور یہودی بھی آپ کو رقوم دیتے تھے۔مرزا صاحب نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں اس لٹریچر کے ساتھ چند عرب شرفاء کو بھی بھیجتے رہے ہیں۔ ۵ قادیان کی خفیہ تنظیم کے تربیت یافتہ یہ جاسوس اسلام مخالف قوتوں کے ساتھ قریبی تعلقات قائم رکھتے تھے۔غلام نبی (قادیان) عبدالرحمٰن مصری، عبدالمحی عرب، (پروفیسر عبدالمحی عرب حکیم نورالدین سے بہت متاثر تھا۔وہ نیویارک میں طب کی تعلیم کے لیے جانا چاہتا تھا، مگر امریکی حکومت نے اسے ایرانی جاسوس سمجھتے ہوئے اجازت داخلہ دینے سے انکار کردیا۔جس پر وہ لندن میں مقیم ہوگیا) ۶ اور شاہ ولی اللہ کو انیسویں صدی کے اخیر میں تخریب کارانہ مقاصد کے لیے مصر بھیجا گیا۔ان کی خدمات قاہرہ میں برطانوی خفیہ والوں کو تفویض کردی گئیں۔ہمارے ذہنوں میں ایک اور اہم سوال اُبھرتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعوٰی تھا کہ برطانوی ہند میں جہاد ممنوع اور غیر قانونی ہے، مگر آپ نے اسے بقیہ اسلامی دنیا کے لیے مکمل طور پر غیر قانونی اور ممنوعہ کیوں قرار دیا۔جہاں مسلمان یورپی سامراجیت کے خلاف اپنے بقاء کی جنگ لڑ رہے تھے۔کیا یہ سامراجی قوتوں اور ان کے یہودی حلیفوں کے واسطے اسلامی دنیا کی جہادی تحاریک کو تباہ کرنے کی ایک طے شدہ حکمت عملی نہیں تھی؟

؎ مرزا غلام احمد "ضرورت الامام" قادیان ۱۸۹۹ء

۵ مرزا غلام احمد کی تیار کردہ یادداشت جو منظوری کے لیے ملکہ وکٹوریہ ہندوستان کے منتظم اعلیٰ کے نائب منتظم اور ہندوستان کے دوسرے اہل کاروں کو پیش کی گئی۔ "تبلیغ رسالت"۔جلد ۳۔صفحہ نمبر ۱۹۶) ۶ مولانا غلام رسول مہر۔"سفرنامہ حجاز" کراچی۔۱۹۸۴ء۔صفحہ نمبر ۶۷

قادیانیت کیا ہے؟

قادیانیت برطانوی سامراج کا پیدا کردہ اسلام دُشمن سیاسی و سازشی فتنہ ہے جس کو مرزا غلام قادیانی نے مذہبی روپ دے کر مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو مٹانے کی خطرناک سازش دور فرنگی میں فرنگی کے اشاروں پر تیار کی تھی جس کا اعتراف خود مرزا غلام قادیانی کرتا ہے کہ قادیانیت انگریز کا (خود کاشتہ پودا) ہے (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۱۲۱ از مرزا قادیانی) اور قادیانی عالمی صیہونی تحریک کے آلہ کار یورپ کے تربیت یافتہ اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت اور ملت اسلامیہ کے لیے ایک ناسور اور ایمان کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ قادیانیت حضور ﷺ سے بغض و عناد، ختم نبوت پر ڈاکہ زنی اور یہودیت کے مکر وفریب اور دجل کا دوسرا نام ہے۔

قادیانیت سے خبردار رہنے کے لیے انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیجیے

http://www.weeklykhatm-e-nubuwwat.clickhere2.net

http://www.khatm-e-nubuwwati1.clickhere2.net

عالمی خبریں

امریکہ کو روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کی بوند کی فروخت بھی ناجائز ہے: علماء کا فتوی

اسرائیل اور امریکہ ''خدا کے دشمن'' ہیں عراق پر حملے کے سلسلے میں مسلمان اپنے اڈے اور فضائی حدود استعمال نہ کرنے دیں: اردن کے علماء کی اپیل

عمان (اے ایف پی) علماء نے فتوی دیا ہے کہ امریکہ اور اس کا اتحادی اسرائیل ''خدا کے دشمن'' ہیں۔ ان علماء نے مسلم ممالک کے رہنماؤں سے کہا ہے کہ وہ عراق کے خلاف جنگ کے سلسلے میں امریکہ کے ساتھ کوئی تعاون نہ کریں۔ اردن کے اپوزیشن علماء نے یہ فتوی ایک اجلاس میں جاری کیا۔ فتوی میں تمام مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ امریکہ کو کسی قسم کی مدد فراہم نہ کریں۔ مسلمان ممالک سے بھی کہا گیا ہے کہ وہ امریکہ کو اپنے ہوائی اڈے، بندرگاہیں، فضائی حدود کے علاوہ اس کے طیاروں اور گاڑیوں کو تیل بھی فراہم نہ کریں۔ فتوی میں امریکہ کے لیے جاسوسی کی ممانعت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جارح امریکہ کو روٹی کا ایک ٹکڑا اور پانی کی ایک بوند کی فروخت بھی ناجائز ہے۔ علماء نے ان عرب حکمرانوں پر بھی تنقید کی جو مسلمانوں کو امریکہ اور اسرائیل کے خلاف لڑنے سے منع کر رہے ہیں۔ مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے لوگوں کی اطاعت نہ کریں جو جہاد کی راہ روک رہے ہیں۔ فتوی میں امریکی مال کے بائیکاٹ کے لیے بھی کہا گیا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴ نومبر ۲۰۰۲ء)

امریکہ نئی قسم کے خطرناک جراثیمی ہتھیاروں کی تیاری پر کام کر رہا ہے: گارڈین

ان ہتھیاروں کی تیاری سے کیمیائی اور جراثیمی ہتھیاروں کے عالمی معاہدوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے، کیلی فورنیا یونیورسٹی میں برطانوی ماہر کا لیکچر

لندن (اے ایف پی) امریکہ جراثیمی ہتھیاروں کی ایک نئی اور خطرناک ترین قسم کے ہتھیاروں کی تیاری پر کام کر رہا ہے جو کیمیائی اور جراثیمی ہتھیاروں کے حوالے سے بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی ہے۔ یہ انکشاف برطانوی اخبار دی گارڈین نے برطانوی اور امریکی ماہرین کے حوالے سے اپنی رپورٹ میں شائع کیا۔ اخبار کے مطابق یونیورسٹی آف بریڈفورڈ کے پروفیسر آف انٹرنیشنل سکیورٹی مائی کوائم ڈینڈو نے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں مائیکرو بائیولوجی

پر لیکچر کے دوران کہا کہ امریکہ اپنی تحقیق کے ذریعے ہتھیاروں پر کنٹرول کے معاہدوں کی حوصلہ شکنی کر رہا ہے اور پینٹا گو برطانوی فوج کے ماہرین کے ساتھ مل کر اس طرح کے گیس کے اس طرح کے ہتھیاروں کی تیاری پر کام کر رہا ہے۔ جس طرح کے روسی فوج نے گزشتہ ہفتے ماسکو میں چیچنیا کے گوریلوں کے خلاف استعمال کیے تھے۔ پروفیسر ڈینٹر نے مزید کہا امریکی سی آئی اے روسی کلسٹر بموں جیسے بم بھی ڈیزائن کر رہی ہے جن کے پھٹنے سے جراثیمی ہتھیار پھیل جاتے ہیں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ دفاعی انٹیلی جنس ایجنسیاں جینیاتی انجینئر نگ میں تحقیق کر رہے ہیں کہ ایسے "سپورز" بنائے جائیں جو اینتھر اکس کے خلاف اینٹی بائیوٹک بنانے میں مدد دے سکیں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۲ء)

دُنیا بھی برباد اور آخرت بھی

قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والے کو قبر بھی نہ مل سکی

کاموں کے (نامہ نگار) قرآن پاک کی بے حرمتی اور نذر آتش کرنے پر قتل ہونے والے اصغر بلوچ کی نعش مشتعل افراد نے قبر کی بجائے گڑھا کھود کر دفن کر دی۔ بتایا گیا ہے کہ گزشتہ رات تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کاموں کے کی انتظامیہ نے ملعون اصغر بلوچ کی نعش پوسٹ مارٹم کے بعد اس کے ورثاء کے حوالے کرنا چاہی تو ورثاء نے اسے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ تاہم بعد ازاں اصغر بلوچ کو چک کڑیال میں پولیس نفری عزیز و اقارب اور اہل گاؤں کے ہجوم کے درمیان شدید نفرت اور غم و غصہ کی حالت میں قبر میں سپرد خاک کرنے کی بجائے ایک گڑھے میں دفنا دیا۔ اصغر بلوچ کے ورثاء نے اس کے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے اُسے قتل کرنے والے پولیس کانسٹیبل مدثر اقبال چیمہ کو اصغر بلوچ کا خون معاف کرتے ہوئے پولیس کو اپنا تحریری بیان دیا ہے کہ مقدس کتاب کی بے حرمتی کو مرتکب ایسے ہی سلوک کا مستحق تھا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۶/ نومبر ۲۰۰۲ء)

قبر کی گہرائی سے پرندے اُڑے، گورکن بیہوش ہو گیا

چار انچ چونچوں والے سیاہ پرندے ۳ فٹ قبر کھودنے پر نکلے

شگاف سے کراہنے کی آوازیں بھی آتی رہیں

قبر دو نامعلوم افراد نے کھدوائی، میں استغفار پڑھتا رہا: ایک گورکن کا بیان

خوشاب (نامہ نگار) بلدیہ خوشاب کے گورکن فدا حسین نے نوائے وقت خوشاب کو ایک ملاقات میں بتایا کہ قبرستان داروغہ والا میں دو شخص آئے اُنہوں نے قبر تیار کرنے کو کہا، جگہ دکھادی نشاندہی کے بعد میں اور میرے دوسرے ساتھی نے قبر کھودنی شروع کردی۔ جب ہم تقریباً تین فٹ گہری قبر کھود چکے تو کسی ضرب لگنے سے ایک بڑا شگاف پیدا ہو گیا۔ اس شگاف میں سے چھ سیاہ رنگ کے پرندے خوفناک آوازیں نکالتے ہوئے ظاہر ہوئے جن کی چونچیں چار انچ لمبی سرخ رنگ کی تھیں، میرا دوسرا گورکن ساتھی قبر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور میں استغفار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۰ ر اکتوبر ۲۰۰۲ء)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

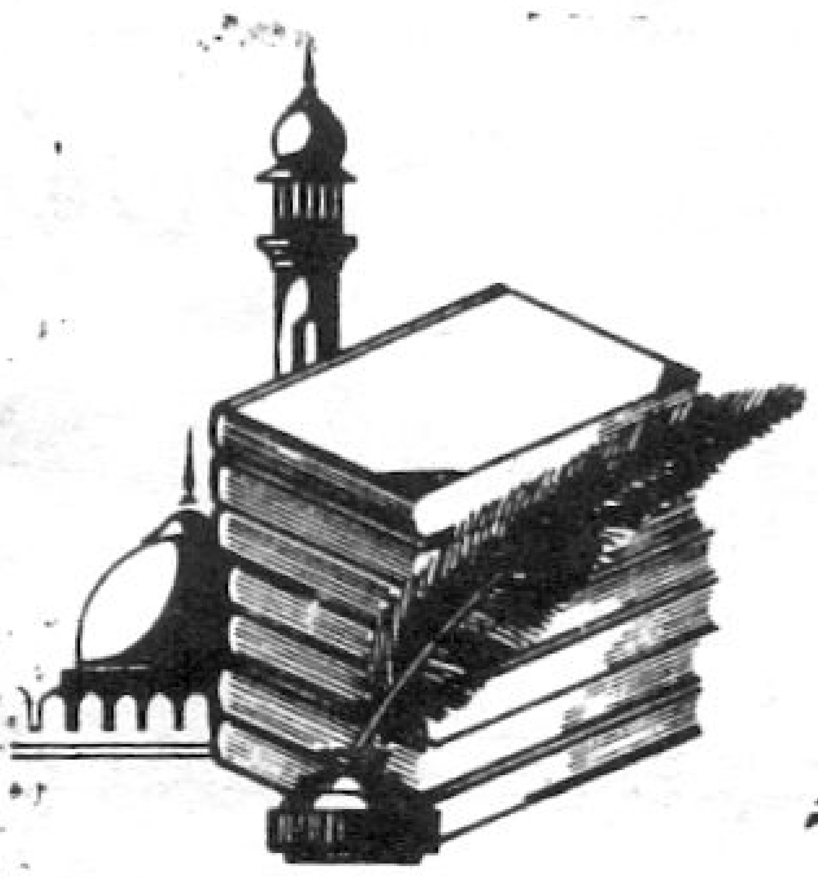

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : علم الصیغہ (عربی)

تصنیف : مولانا عنایت احمد کاکوریؒ

صفحات : ۱۷۶

سائز : ۲۰×۳۰/۸

ناشر : المکتبۃ الفاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

قیمت : درج نہیں

علمِ صرف کو عربی گرائمر میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اس کے بغیر عربی زبان و بیان پر کماحقہ قدرت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اہل علم نے علم صرف سے متعلق اپنے اپنے ذوق کے مطابق کتابیں لکھی ہیں اسی سلسلہ کی ایک کتاب ''علم الصیغہ'' ہے جو عرصہ سے درس نظامی میں داخل نصاب ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تحریر کی گئی تھی ہمارے پیشِ نظر کتاب ''علم الصیغہ'' عربی اسی کا تعریب و تسہیل ہے، جو الجامعۃ الفاروقیہ کراچی کے استاذ ادب عربی مولانا ولی خان المظفر نے کی ہے۔ عربی ادب سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے علی العموم اور درس نظامی کے طلبا کے لیے بالخصوص اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔

☆

نام کتاب : وقفۃ مع اللامذہبیۃ فی شبہ القارۃ الہندیۃ (عربی)

تصنیف : مولانا محمد ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہم

صفحات : ۲۵۴/

سائز : ۲۰×۳۰/۸

ناشر : المکتبۃ الفاروقیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی

قیمت : درج نہیں

بد قسمتی سے آج کل ایک فرقہ قرآن وحدیث کی دعوت کے نام پر اپنے مخصوص افکار ونظریات عوام کے اندر پھیلا رہا ہے جس کے نتیجہ میں گھر گھر سر پھٹول ہے۔ باپ بیٹے کے خلاف اور بیٹا باپ کے خلاف ہے اور دونوں ایک دوسرے کو مشرک وگمراہ قرار دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ صورت حال پریشان کن ہی نہیں المناک بھی ہے، اسی پر بس نہیں اس فرقہ نے ''لعن آخر اُمتی اولھا'' کے مصداق ائمہ مجتہدین اور علماء ربانیین کی تجہیل وتضلیل کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ان کا ہر فرد ائمہ کو جاہل اور دین سے بے بہرہ قرار دینے میں مصروف ہے۔ ان کی محنتوں پر پانی پھیرنا اور اُن ذواتِ مقدسہ میں کیڑے نکال کر عوام کو اُن سے برگشتہ کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ اس فرقہ کی جانب سے اس سلسلہ میں لکھی جانے والی بہت سی کتابیں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں، کچھ عرصہ پہلے اس فرقہ کے ایک انتہائی غالی اور متعصب مناظر طالب الرحمٰن صاحب نے ایک کتاب ''دیوبندیت'' کے نام سے لکھی ہے جس میں انتہائی دجل وتلبیس سے کام لیتے ہوئے اکابر علماء دیوبند کے ذمہ ایسے عقائد کا انتساب کیا ہے جن سے اُن کا دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اُن عقائد ونظریات سے وہ کوسوں دور ہیں۔ طالب الرحمٰن صاحب کی یہ کاوش کوئی نئی نہیں ہے، اہل بدعت اس سے قبل اس قسم کی مذبومی حرکات کرتے رہے ہیں اُنہی کے پٹاروان سے لے کر طالب الرحمٰن صاحب نے یہ غلیظ کتاب ترتیب دی ہے اور اس پر مزید ستم یہ ڈھایا ہے کہ اہل عرب کو اکابر دیوبند سے متنفر وبیزار کرنے کے لیے اور مال وزر کی صورت میں اُن کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرواکر عرب میں اس کو پھیلایا ہے، جیسا کہ عرض کیا گیا کہ طالب الرحمٰن صاحب کی یہ کوئی نئی کاوش نہیں ہے علماء دیوبند ان باتوں کا ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ جواب دے چکے ہیں، حق تو یہ ہے کہ جس بات کا جواب دے دیا جائے وہ بات ختم ہوجائے لیکن حق کوشی اور دنیا طلبی کی وجہ سے اہل باطل ان جوابات کو پاکر بھی عوام الناس کے سامنے اپنی ہی باتوں کو دوہراتے رہتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر ضروری تھا کہ علماء عرب کے سامنے ساری صورت حال رکھی جائے اور اُنہیں بتلایا جائے کہ جو فرقہ ان مذموم حرکتوں میں مصروف ہے خود اس کے اپنے عقائد ونظریات اور افکار و خیالات کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہم کو کہ انھوں نے اس طرف توجہ فرمائی اور عربی میں ایک کتاب ''وقفۃ مع اللامذہبیۃ'' کے نام سے ترتیب دے کر دفاع عن الحق کا فریضہ انجام دیا۔ اس کتاب میں حضرت مولانا نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے کہ طالب الرحمٰن صاحب نے جو عقائد ونظریات اکابر علماء دیوبند کی طرف سے منسوب کیے ہیں یہ تو وہ عقائد ہیں جو خود ان کے بڑے حضرات کی تحریرات میں شدومد کے ساتھ بیان کیے گئے

ہیں اور وہ ان کے حامل رہے ہیں۔

اس کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اس کے اردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ایک ہندوستان میں ''آئینہ غیر مقلدیت'' کے نام سے دوسرا کراچی میں ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' کے نام سے۔اصل کتاب عربی میں ہے اس سے علماء اور عربی دان حضرات کما حقہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، اردو دان طبقہ کے لیے اس کا ترجمہ مفید ہوگا۔ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے اُن کی حفاظت فرمائے اور اُنہیں اہل باطل کی سرکوبی کی مزید ہمت عطا فرمائے اور اس کتاب کے ناشرین کو بھی جزائے خیر دے۔ (ن۔ا)

☆

مسجد حامد کے لیے خصوصی اپیل

رائیونڈ روڈ پر زیرِ تعمیر مسجد حامد کے ہال کی چھت ڈالنے کا مرحلہ آگیا ہے۔لینٹر کے لیے درکار میٹریل کی تفصیل درج ذیل ہے۔اہل خیر حضرات سے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی گزارش ہے۔

لینٹر کا رقبہ = 9050 فٹ

سریا 18 ٹن	3,60,000.00
بجری 4800CFT	85,000.00
ریت 2400CFT	15,000.00
سیمنٹ (700 Bags)	1,75,000.00
الیکٹرک پائپ	25,000.00
دیواریں اور بیم	2,50,000.00
مزدوری	1,30,000.00
	Rs:10,40,000.00